عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۱ | ۲۴ تا ۳۰ جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ بمطابق ۳۰/ اگست تا ۵/ ستمبر ۲۰۰۲ء | شمارہ: ۱۴

اسلام اور جرائم کا سدباب

امن و سلامتی کا مذہب

غیبت اور اس کے نقصانات

قادیانی کردار کی ایک جھلک

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

جھوٹے نبی کا انجام:

س:...... رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امکانِ نبوت پر روشنی ڈالئے اور بتائیے کہ جھوٹے نبیوں کا انجام کیا ہوتا ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی کا انجام کیا ہوا؟

ج:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا حصول ممکن نہیں، جھوٹے نبی کا انجام مرزا غلام احمد قادیانی جیسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرتا ہے۔ چنانچہ تمام جھوٹے مدعیانِ نبوت کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا۔ خود مرزا قادیانی منہ مانگی ہیضے کی موت مرا اور دمِ واپسیں دونوں راستوں سے نجاست خارج ہو رہی تھی۔

کلمہ شہادت اور قادیانی:

س:...... آنجناب سے ایک سائل نے سوال کیا تھا کہ کسی غیر مسلم کو مسلم بنانے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ:

''غیر مسلم کو کلمہ شہادت پڑھا دیجئے مسلمان ہو جائے گا۔''

اگر مسلمان ہونے کے لئے صرف کلمہ شہادت پڑھ لینا کافی ہے تو پھر قادیانیوں کو باوجود کلمہ شہادت پڑھنے کے غیر مسلم کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ ازراہ کرم اپنے جواب پر نظر ثانی فرمائیں۔ آپ نے تو اس جواب سے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا ہے۔ قادیانی اس جواب کو اپنی مسلمانی کے لئے بطور سند پیش کرکے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کریں گے اور آپ کو بھی خدا کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا۔

ج:...... مسلمان ہونے کے لئے کلمہ شہادت پڑھنے کے ساتھ ساتھ خلاف اسلام مذاہب سے بیزار ہونا اور ان کو چھوڑنے کا عزم کرنا بھی شرط ہے۔ یہ شرط میں نے اس لئے نہیں لکھی تھی کہ جو شخص اسلام لانے کے لئے آئے گا، ظاہر ہے کہ وہ اپنے سابقہ عقائد کو چھوڑنے کا عزم لے کر ہی آئے گا۔ باقی قادیانی حضرات اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ ان کے نزدیک کلمہ شہادت پڑھنے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا بلکہ مرزا صاحب کی پیروی کرنے اور ان کی بیعت کرنے میں شامل ہونے سے ''مسلمان'' ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ خدا نے انہیں یہ الہام کیا ہے کہ:

''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔''

(تذکرہ طبع جدید ص ۳۳۶)

نیز مرزا قادیانی اپنا یہ الہام بھی سناتا ہے کہ:

''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔'' (مرزا کا خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم)

مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے مرزا محمود صاحب لکھتے ہیں:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت ص ۳۵)

مرزا صاحب کے منجھلے لڑکے مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

قادیانیوں سے کہئے کہ ذرا اس آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ کر بات کیا کریں۔

مرزا قادیانی کا کلمہ پڑھنے پر سزا کا گمراہ کن پروپیگنڈا:

س:...... میرے ساتھ ایک عیسائی لڑکی پڑھتی ہے۔ وہ اسلام میں دلچسپی رکھتی ہے۔ میں اسے اسلام کے متعلق بتاتی ہوں لیکن جب میں نے اسے اسلام قبول کرنے کو کہا تو وہ کہنے لگی کہ تمہارے یہاں تو کلمہ پڑھنے پر سخت سزا دی جاتی ہے، اخبار میں بھی آیا تھا۔ برائے مہربانی مجھے بتائیں کہ میں اسے کیا جواب دوں؟

ج:...... اسے یہ جواب دیجئے کہ اسلام قبول کرکے کلمہ پڑھنے سے منع نہیں کرتے، نہ اس پر سزا دی جاتی ہے، البتہ وہ غیر مسلم جو منافقانہ طور پر اسلام کا کلمہ پڑھ کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں، ان کو سزا دی جاتی ہے۔

http://www.khatm-e-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

جلد:۲۱ | ۲۴ تا ۳۰ جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ بمطابق ۳۰/اگست تا ۵/ستمبر ۲۰۰۲ء | شمارہ:۱۴

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ 4
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (مولانا نذیر احمد تونسوی) 6
امن و سلامتی کا مذہب (مولانا اسرار الحق قاسمی) 9
اسلام اور جرائم کا سدباب (مولانا محمد سلمان منصور پوری) 13
غیبت اور اس کے نقصانات (مولانا شائق پالنپوری) 17
قادیانی کردار کی ایک جھلک (خالد چوہدری) 20
راز کی بات (اشتیاق احمد) 23
عقیدہ ختم نبوت کے حلف نامے کی بحالی (مولانا محمد علی صدیقی) 24
اخبار ختم نبوت 26

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 8-383 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph: 7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بی بی سی کی قادیانیت نوازی (۱)

گزشتہ دنوں پاکستان کا پچپن واں یوم آزادی روایتی جوش وخروش سے منایا گیا۔ ملک بھر کے مسلمانوں نے اپنے اپنے انداز سے اس موقع پر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ ان دنوں میں برطانوی نشریاتی ادارے بی بی سی نے' جو اپنی اسلام دشمنی میں مشہور ہے' اسلام' مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف ایک نئے زاویہ سے ہرزہ سرائی کی۔ اس ادارے نے پاکستان میں اقلیتوں پر مظالم کے حوالے سے مختلف پروگراموں اور تحریروں کے ذریعہ پاکستان میں اقلیتوں خصوصاً قادیانیوں کے بارے میں ایسی صورتحال کی عکاسی کی جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی سلسلہ میں بی بی سی نے ''عقیدے پر سزا'' کے عنوان سے عارف شمیم کی ایک رپورٹ اپنے پروگرام میں شامل کرنے کے علاوہ اسے اپنی انٹرنیٹ ویب سائٹ پر بھی جاری کیا' جس میں قادیانیوں کو حسب سابق مظلوم ثابت کرنے کی اپنی سی پوری کوشش کی گئی اور اس کوشش میں حقائق کو جھٹلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی۔

رپورٹ پیش کرنے والے عارف شمیم نے مائی سیدا نامی ایک ہندو عورت کی کہانی سے اپنی رپورٹ کا آغاز کیا ہے کہ ''وہ پیدائشی طور پر ہندو تھی اور قیام پاکستان کے بعد وہ اپنے خاندان کے ساتھ بھارت جانے کے بجائے پاکستان ہی میں رک گئی اور یہاں اس نے ایک ''مسلمان'' سے شادی کر لی' لیکن ۱۹۷۴ء میں اس پر ایک نیا انکشاف ہوا کہ وہ ''مسلمان'' نہیں رہی' ایک نئے قانون کے تحت وہ اور اس کا شوہر دونوں غیر مسلم قرار دیے گئے' کیونکہ مائی سیدا نے ایک ''احمدی'' سے شادی کی تھی''۔

عارف شمیم نے ان جملوں میں تین غلط بیانیاں کی ہیں: ایک یہ کہ انہوں نے قادیانیوں کو مسلمان کہا اور لکھا ہے' دوم یہ کہ انہوں نے ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کی جانب سے کی جانے والی آئینی ترمیم کو قادیانیوں کے ''مسلمان'' نہ رہنے کی وجہ قرار دیا ہے' اور سوم یہ کہ انہوں نے قادیانیوں کے لئے ''احمدی'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ قادیانی غیر مسلم تھے' غیر مسلم ہیں اور اگر اسی عقیدے پر رہے تو غیر مسلم رہیں گے' ان کے عقائد جاننے کے باوجود ان کو مسلمان کہنا' مسلمان لکھنا اور مسلمان سمجھنا بذات خود کفر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود اور ۱۹۰۱ء میں نعوذ باللہ خود محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے پیروکاروں نے اسے ان تمام دعاوی میں سچا مان لیا۔ مرزا قادیانی نے روحانی خزائن کی جلد ۱۸ کے صفحہ ۲۰۷ پر لکھا ہے: ''محمد رسول اللہ و الذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی''۔ عارف شمیم اگر قادیانیوں کا یہ عقیدہ اور ان کے دیگر عقائد جاننے کے باوجود انہیں مسلمان سمجھتے ہیں تو انہیں خود اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے۔

عارف شمیم کا آئینی ترمیم کو قادیانیوں کے مسلمان نہ رہنے کی وجہ سمجھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ موصوف قادیانی مسئلہ اور اس کی تاریخ ہی سے نہیں بلکہ اسلامی عقائد سے بھی مکمل طور پر ناواقف ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جو شخص بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے' وہ اور اس کے پیروکار قرآن وحدیث کی روشنی میں مسلمان نہیں اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرام' ائمہ دین' مجتہدین سے لے کر آج تک پوری امت کا متفقہ عقیدہ ہے۔ آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ کوئی ادنیٰ فہم رکھنے والا شخص بھی قرآن وحدیث کے فیصلہ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت کو مسلمان قرار دے سکتا ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت تو اسی وقت مسلمان نہیں رہے تھے جب مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا اور اس کی امت نے اسے ان دعاوی میں سچا مان لیا۔ قومی اسمبلی کا قصور صرف یہ ہے کہ اس نے چودہ صدیوں سے متواتر چلے آنے والے اس عقیدہ کو آئینی شکل دے دی اور یہ

طے کر دیا کہ اب کسی مدعی نبوت اور اس کے پیروکار کو مسلمان نہیں کہا جائے گا بلکہ وہ کافر ہیں' اس لئے قادیانی خود کفر اختیار کرنے کی وجہ سے مسلمان نہیں رہے بلکہ کافر بن گئے' قومی اسمبلی یا عام مسلمانوں نے تو صرف ان کے کفر کی نشاندہی کی ہے۔

عارف طیم کا قادیانیوں کے لئے ''احمدی'' کا لفظ استعمال کرنا بھی سراسر غلط ہے۔ ''احمد'' ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے' جن کے تشریف لانے کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کے بارے میں اس نام کو استعمال کر کے دی تھی' جس کا قرآن مجید میں ذکر موجود ہے۔ قادیانی قرآن مجید میں استعمال کئے گئے اس لفظ سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیتے ہیں اور مرزا قادیانی کو اس بشارت کا مصداق ٹھہراتے ہیں۔ دور کیوں جایئے؟ خود مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کی تحریریں اس کی دلیل ہیں۔ ان ناقابل تردید دلائل کی موجودگی میں کیا کوئی ذی عقل شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقدس نام کو گستاخ رسول قادیانیوں کی طرف منسوب کرنا گوارا کر سکتا ہے؟ اسی وجہ سے پوری امت متفق ہے کہ قادیانیوں کو احمدی کہنا بالکل غلط اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔

(جاری ہے)

چناب نگر ختم نبوت کانفرنس کا التوا اور ردّ قادیانیت کورس کی نئی تاریخ انعقاد

ملک میں عام انتخابات کا انعقاد ایک ماہ کے وقفہ کے بعد متوقع ہے۔ ان انتخابات کی وجہ سے امسال چناب نگر میں منعقد ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کی تاریخوں میں تقدیم و تاخیر ہوئی۔ پہلے یہ طے کیا گیا تھا کہ انتخابات سے قبل یعنی ۱۹' ۲۰/ ستمبر کو کانفرنس منعقد کی جائے لیکن چونکہ مختلف دینی رہنما انتخابات کے عمل میں مصروف تھے اس لئے اب یہ طے پایا کہ کانفرنس کا انعقاد انتخابات کے بعد کیا جائے اور اس کے لئے نئی تاریخیں ۳۱/ اکتوبر اور یکم نومبر بروز جمعرات و جمعہ' کی مقرر کی گئی ہیں۔ امید ہے کہ کانفرنس حسب سابق اس سال بھی انشاء اللہ بھرپور طور پر کامیاب رہے گی۔

چناب نگر میں ہر سال مدارس کے سالانہ امتحانات کے بعد ''رد قادیانیت و عیسائیت کورس'' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہوتا ہے' جس میں ممتاز علماء کرام اور مناظرین مدارس کے طلباء اور عوام الناس کو قادیانیت اور عیسائیت کے موضوعات کی تردید کے لئے تیاری کراتے ہیں۔ امسال چونکہ مدارس کے سالانہ امتحانات میں تقدیم عمل میں آئی ہے' اس لئے مذکورہ کورس کے انعقاد کے حوالے سے یہ طے کیا گیا ہے کہ ۲۴/ رجب المرجب سے اس کورس کے داخلے شروع ہوں گے' جبکہ یکم شعبان کو کورس کا آغاز ہوگا۔ کورس کی اسناد چناب نگر ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر تقسیم کی جائیں گی۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کرام کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ کی شکل میں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

یاد رہے کہ جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۹ سے بوجہ ہوشربا گرانی' کاغذ و ڈاک خرچ رسالہ کی قیمت میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔

نیا سالانہ زرتعاون : ۳۵۰ روپے ہے' آئندہ اس حساب سے رقم ارسال فرمائیں۔

نوٹ : اپنے خریداری نمبر کی وضاحت بھی ضرور فرمائیں۔ شکریہ (ادارہ)

رفیق نبوت' محافظ ختم نبوت' خلیفہ' اوّل

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نبوت و رسالت کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو قبول اسلام کی دعوت دی' تو آزاد مردوں میں سب سے پہلے جس خوش نصیب ہستی نے پیغمبر اسلام کی دعوت کو قبول کیا' وہ مشیر رسول' یار غار' وزیر' وفادار نبوت' محافظ ختم نبوت' خلیفہ' اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے۔

آپ کا اصل نام عبداللہ ہے' صدیق و عتیق لقب ہے' ابوبکر کنیت ہے' والد کا نام عثمان' اور کنیت ابوقحافہ ہے' والدہ کا نام سلمٰی اور کنیت ام الخیر ہے آپ کا شجرہ نسب ساتویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عمر میں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈھائی سال چھوٹے تھے' بڑے نرم دل اور بردبار طبیعت کے مالک تھے' خود بھی صحابیؓ والدین اور اولاد بلکہ اولاد کی اولاد کے صحابیؓ ہونے کا شرف و اعزاز بھی آپؓ کو حاصل ہے' قبول اسلام سے قبل بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اچھے اور دوستانہ تعلقات تھے' قبول اسلام کے بعد یہ مراسم اتنے بڑھے کہ ام المومنین سیدہ' طیبہ' طاہرہ' صدیقہ کائنات' پیغمبر اسلام کی رفیقہ حیات' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا کہ جب رحمت کائنات' فخر موجودات' جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت و رسالت کے وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ بغرض تجارت مکہ مکرمہ سے باہر سفر پر گئے ہوئے تھے' جب آپؓ اس سفر سے واپس مکہ مکرمہ تشریف لائے تو سرداران مکہ سے ملاقات ہوئی' دوران گفتگو سرداران مکہ نے یہ نئی بات بتائی کہ ابوبکرؓ! آپ کے دوست' ابوطالب کے یتیم بھتیجے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے' یہ بات سن کر صدیق اکبرؓ کا دل بے قرار ہوگیا' محبوب خدا سے ملاقات کی تیاری کی' فوراً

مولانا نذیر احمد تونسوی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں تشریف لائے اور سب سے پہلا سوال آپؐ سے بعثت کے متعلق کیا' جواب سنتے ہی فوراً اسی مجلس میں بلاچوں و چرا گردن جھکادی' مشرف بہ اسلام ہوگئے' اسی سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ میں نے جس شخص کے سامنے دعوت اسلام پیش کی' اس نے تھوڑی بہت جھجک' کوئی مطالبہ' کچھ مہلت ضرور طلب کی' لیکن ابوبکر صدیقؓ بلاجھجک' غیر مشروط طور پر مسلمان ہوئے اور قبول اسلام کے بعد' دن رات تبلیغ اسلام کی خدمت میں اپنے آپ کو مصروف کردیا' کاروبار' جان و مال' عزت و آبرو' مال و زر' سارا گھر' اہل و عیال' ساری زندگی کا سرمایہ' خدمت اسلام اور پیغمبر اسلام پر قربان کردیا' چنانچہ قبول اسلام کے وقت مال تجارت میں پھیلی ہوئی رقم کے علاوہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے پاس چالیس ہزار درہم نقد موجود تھے' یہ سب کے سب آپؓ نے اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے قربان کردیئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جیسے کمزور اور جرم بے گناہی کے نتیجہ میں کفار مکہ کے مظالم کی چکی میں پسنے والے متعدد مظلوم افراد کو خرید کر طوق غلامی سے ہمیشہ کے لئے نجات دلائی۔

مسجد نبوی کی زمین دو یتیم انصاری بچوں کی ملکیت تھی' جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمین کو خریدنے کا فیصلہ فرمایا' تو اس کی ساری رقم ابوبکر صدیقؓ نے ادا فرمائی۔

ہجرت کے وقت آپ کے پاس تقریباً پانچ ہزار درہم نقد موجود تھے' وہ تمام رقم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخراجات سفر کی غرض سے ساتھ لے لی اور ایک پیسہ بھی اس میں سے اپنے گھر میں نہ چھوڑا۔

غزوۂ تبوک کے موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چندہ کی اپیل کی تو سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اپنے گھر کا سارا مال پیش کردیا:

بہر اسلام ہر ایک نے بے دھڑک مال و زر دیا

کسی نے ثلث لا دیا کسی نے نصف گھر دیا
اور عائشہؓ کے باپ نے دیا تو اس قدر دیا
خدا کے نام کے سوا جو کچھ تھا لا کر دے دیا

اس قسم کے ایثار اور خدمت اسلام کے پیش نظر ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبرؓ کے متعلق ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ دوستی اور مالی قربانی کے سلسلہ میں میرے اوپر سب لوگوں سے زیادہ احسان ابوبکر صدیقؓ کا ہے۔''

سیدنا صدیق اکبرؓ تمام تکالیف اور مصائب میں رفیق نبوت رہے' سفر و حضر میں' احد و بدر میں' غار و مزار میں' جاں نثاری و غم خواری میں' زندگی ساری میں' دن رات میں' تمام معاملات میں آپ سرور کائنات کے دست راست' رفیق نبوت اور مشیر خاص نظر آتے ہیں' اگرچہ اس کی حیثیتیں مختلف نظر آتی ہیں۔ مثلاً میدان کارزار میں وہ جاں باز سپاہی نظر آتے ہیں' مشورہ کے وقت وہ اعلیٰ درجہ کے مشیر باتدبیر نظر آتے ہیں' نامساعد حالات میں وہ پتھر کی چٹان سے زیادہ مضبوط نظر آتے ہیں' سازگار حالات میں ان سے زیادہ رحیم' کریم کوئی نظر نہیں آتا' عابدان نصف شب میں ان سے زیادہ پوری امت میں کوئی عابد و زاہد شب زندہ دار نظر نہیں آئے گا۔

آپ تمام صحابہ کرامؓ میں سب سے زیادہ بہادر تھے' غزوۂ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا' غزوۂ احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے والوں میں آپ پیش پیش تھے' تمام غزوات میں اپنی دلیری' جرأت' بہادری اور تلوار کے خوب جوہر دکھائے' الغرض جس حیثیت سے بھی دیکھیں' ابوبکر صدیقؓ تمام صحابہ کرامؓ میں ممتاز نظر آتے ہیں۔

ویسے تو تمام صحابہ کرامؓ آسمان رشد و ہدایت کے درخشندہ و تابندہ ستارے ہیں' کیونکہ "اصحابی کالنجوم" کا خطاب لاجواب انہیں زبان نبوت سے مل چکا ہے' مگر خلیفۂ رسول سیدنا صدیق اکبرؓ کی بات ہی کچھ اور ہے' ان کا ایمان باکمال' صحابیت بے مثال' ان کی خلافت کا زمانہ اگرچہ چند ماہ اور دو سال ہے' مگر فتوحات سے مالا مال ہے' ان کا عشق رسولؐ لازوال ہے' ثانی اثنین ان کا خطاب ہے' ان کا ایک ایک کارنامہ لاجواب ہے' خصوصاً سفر ہجرت کے موقع پر ابوبکر صدیقؓ نے عشق و محبت کی جو لازوال داستان رقم کی' رہتی دنیا تک اس وفاداری پر انہیں خراج عقیدت پیش کیا جاتا رہے گا۔

نبوت کا غم خوار صدیق اکبرؓ
رفیق و وفادار صدیق اکبرؓ

نبوت ہے قدرت کا شاہکار بے شک
نبوت کا شاہکار صدیق اکبرؓ

فدائی ہیں ختم نبوت کے ہم سب
ہے پہلا فدا کار صدیق اکبرؓ

صحابیؓ ہے ہر ایک سالار امت
صحابہ کا سالار صدیق اکبرؓ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب ابوبکر صدیقؓ نے خلافت جیسا غیر معمولی منصب سنبھالا تو ہر طرف سے اسلام کے خلاف فتنے سر اٹھاتے نظر آئے' ایک طرف نو مسلم قبائل اسلام سے منحرف ہو کر مسلمانوں کے مخالف نظر آئے' تو دوسری طرف منکرین زکوٰۃ کا فتنہ مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار نظر آیا۔ تیسری طرف منکرین ختم نبوت' اسود عنسی' طلیحہ اسدی' سجاح بنت حارث اور مسیلمہ کذاب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے بغاوت کر کے اسلام کے خلاف ایک نیا محاذ کھول دیا تھا' ان نامساعد حالات میں خلیفۂ رسول ابوبکر صدیقؓ نے تمام فتنوں کا سدباب کیا اور خداداد صلاحیت' جرأت و ہمت' عزم و استقلال اور اپنی فکر روشن سے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو تاریخ اسلام کے ماتھے کا جھومر اور ان کی بے مثال خلافت کی پیشانی کا نور ہیں۔

ایرانی اور رومی شہنشاہیت کے مظالم سے دنیا کراہ رہی تھی' ان کے مظالم سے دنیا کو نجات دلانے کی غرض سے' ان کا تختہ الٹنے کے لئے سب سے پہلے صدیق اکبرؓ نے ہاتھ بڑھا کر علم جہاد بلند کیا اور لشکر اسامہؓ کی روانگی کے حق میں سخت گیر موقف اختیار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: واللہ! اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ لشکر اسامہؓ کی روانگی کے باعث مجھ پر آسمان ٹوٹ پڑے گا' یا مجھے زمین نگل جائے گی' تو بھی میں اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا ہے اسے بہر حال پورا کر کے رہوں گا۔ چنانچہ منصب خلافت سنبھالنے کے بعد آپ نے سب سے پہلا حکم لشکر اسامہؓ کی روانگی کا صادر فرمایا' اور خود تشریف لے جا کر اس لشکر کو ہدایات دے کر روانہ فرمایا۔

اس لشکر کی روانگی سے اطراف مدینہ ہی نہیں بلکہ روم تک اس لشکر اسلامی کی دھاک بیٹھ گئی اور ارتدادی قوتیں خوفزدہ ہو گئیں' چنانچہ یہ لشکر چالیس روز کے بعد فتح و کامرانی کے جھنڈے گاڑتا ہوا واپس آ گیا' شام پر یہ حملہ اسلام کے حق میں انتہائی

مفید ثابت ہوا' منافقین اور مرتدین کے دلوں میں لشکر اسلام کی قوت کا رعب اور دبدبہ بیٹھ گیا' اسلام دشمن قوتوں کے حوصلے پست ہوگئے' اسلام کے خلاف اٹھنے والے تمام فتنے زمین میں پیوست ہوگئے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے منکرین ختم نبوت کی بیخ کنی' اور اس فتنہ کی سرکوبی کی طرف خصوصی توجہ فرمائی اور جرنیل اسلام حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں ایک عظیم الشان لشکر ترتیب دے کر منکرین ختم نبوت کے سرغنہ مسیلمہ کذاب سے نمٹنے کے لئے یمامہ کی طرف روانہ فرمایا' اور مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کے پیش نظر اکابر صحابہ کرامؓ کو اس میں شمولیت کی ترغیب دی' جس کے نتیجہ میں اصحاب بدر' مفسرین' محدثین' حفاظ اور قرأ صحابہ کرامؓ نے خصوصی طور پر اس لشکر میں شمولیت کی سعادت حاصل کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے باغیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے تیار ہوا۔

لشکر اسامہؓ کے بعد یہ دوسرا لشکر تھا جس کو بڑی اہمیت کے ساتھ خلیفۂ رسول نے روانہ فرمایا' کیونکہ پہلے لشکر میں سرور کائنات ؐ کے حکم کو پورا کرنے کا معاملہ تھا اور دوسرے لشکر میں خاتم الانبیأ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کا معاملہ تھا' تمام صحابہ کرامؓ کے اجماع سے آپؓ نے اس جہاد کا اعلان فرمایا' مورخین لکھتے ہیں کہ اس معرکے میں مسیلمہ کذاب کے تقریباً تیس ہزار پیروکار لشکر اسلام کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئے اور باقی ماندہ افراد نے توبہ کرکے از سر نو اسلام قبول کیا' اور لشکر اسلام میں سے تقریباً بارہ سو صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش فرمایا' جن میں سے سات سو صحابہ کرامؓ قرآن مجید کے حفاظ اور قرأ تھے۔

خلیفۂ رسول سیدنا صدیق اکبرؓ کے اس عمل سے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ درحقیقت یہ عقیدہ دین اسلام کی بنیاد اور مسلمانوں کے ایمان کی روح ہے' صدیق اکبرؓ کی یہ سنت ہر دور میں امت محمدیہ کے لئے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے سلسلہ میں ایک حکم کا درجہ رکھتی ہے' آج بھی منکرین ختم نبوت خصوصاً قادیانی فتنہ کے خلاف سنت صدیقی پر

باقی صفحہ 11 پر

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

علامہ بنوریؒ حج گروپ

حج مبارک
برائے سال
۱۴۲۳ھ
2003ء

مولانا صاحبزادہ عزیز الرحمٰن رحمانی

تشکیل گروپ
حج درخواست فارم کی تکمیل بمعہ حج ڈرافٹ
حرمین شریفین کے بالکل قریب رہائش کا اعلیٰ انتظام
اکابر علمائے کرام کی زیر نگرانی تربیت حج کا خصوصی انتظام

0300-2142235
0300-9246704
رابطہ برائے معلومات
5882218 (گھر)
0333-2103304

رابطہ آفس المکتبۃ البنوریہ بالمقابل جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی فون: 4917143

امن و سلامتی کا مذہب

خدا کا شکر ہے کہ مسلمانوں کے ہر مکتبِ فکر کے قائدین دہشت گردی کے خلاف اسلام کی تعلیمات امن کو پوری دنیا کے سامنے پیش کرنے کی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں' اور سب طبقات اپنی اپنی بساط اور حیثیت کے مطابق اس مہم میں حصہ لینے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں' یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے کہ غیر مسلم مفکرین و دانشوران بھی اس مسئلے پر کھلا ذہن رکھتے ہیں' اور انہوں نے اسلام کی تعلیمات امن کو سمجھا ہے اور بالواسطہ طور پر اسلام سے دشمنی پر آمادہ قوتوں کے عزائم کو انہوں نے بھانپ لیا ہے' عالمی طاقتوں نے مضبوط مہم چلا کر جس طرح اسلام اور مسلمانوں کو دہشت گردی میں ملوث کرنے کی کوشش کی ہے' اس کے تدارک کے لئے ضروری ہے کہ تمام طبقات بلاتفریق مسلک ایک پلیٹ فارم پر آ کر اسلام کی تعلیمات امن کو فروغ دیں' اور برادران وطن کے سامنے صحیح تصویر پیش کریں۔

مشہور عرب مفکر محمد ابوزہرہ نے لکھا ہے کہ آج دنیا کو جن مسائل کا سامنا ہے' خواہ وہ اقتصادی ہوں یا سیاسی اور سماجی' ان کا سبب غلبہ و اقتدار کی وہ خواہش ہے' جس کے تحت انسان ایک دوسرے کا گلا گھونٹ دینے کے لئے تیار ہے' نیز یہ خواہش کہ زمین کے سارے کے سارے وسائل تنہا ایک طبقہ یا ایک فرقہ کو مل جائیں اور تمام قوموں کی محنت و مشقت کا ثمرہ ایک یا چند حکومتوں کی تہہ میں سمٹ آئے' آج انسانی عقل کا رخ مہلک ہتھیاروں کی طرف مڑ چکا ہے' اور انسان کا کام بس یہ رہ گیا ہے کہ وہ زمین اور اہل زمین کی ہلاکت کا سامان کرے۔

زمین کو صرف ایک چیز آباد رکھ سکتی ہے اور وہ

مولانا اسرارالحق صاحب قاسمی

انسانی ضمیر ہے' انسانی ضمیر اس وقت بیدار ہوتا ہے' جب انسان سلامتی پر آمادہ ہو' سلامتی اور رواداری مذہب کے سوا کوئی دوسری طاقت نہیں سکھا سکتی' اسلام اسی رواداری اور سلامتی کا نام ہے' جس کی شدید ضرورت آج کی دنیا کو ہے' قدیم زمانے میں اہل عرب کہا کرتے تھے کہ خون ریزی کو خون ریزی ختم کرتی ہے' لیکن اسلام نے آ کر اس تصور کو مبنی بر جہالت اور دائمی ہلاکت کا سبب قرار دے کر اس کو مسترد کر دیا' یہ گرہیں جنہیں آج کا انسان لگاتا جا رہا ہے' انہیں ایک طاقتور اور ہمہ گیر دین ہی کھول سکتا ہے' ایسا دین جس کے ماننے والے صرف عبادت گاہوں میں کچھ وقت گزار لینے کو ہی کافی نہ سمجھتے ہوں' بلکہ اس کا دائرہ انسان کی ایک ایک حرکت و عمل تک وسیع ہو' جو دین صرف خدا اور بندے کے درمیان تعلق کو قائم نہ کرتا ہو بلکہ باہم انسانوں کے تعلقات کو بھی استوار کرتا ہو' جو دین سپہ سالار جنگ سے یہ کہتا ہو کہ دیکھو! برسر جنگ قوم کے علاوہ کسی دوسرے کو قتل نہ کرنا' کسی آبادی کو ویران نہ کرنا' بلاضرورت درختوں کو نہ کاٹنا اور کھیتوں کو تباہ نہ کرنا' مختصر یہ کہ فتنہ و فساد کی ہر صورت سے پرہیز کرنا' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا' اگر انسان پر اس طرح کے دین کی حکمرانی قائم ہو جائے تو مسائل حل ہو سکتے ہیں' پھر اس دین کی یہ بھی خصوصیت ہونی چاہئے کہ وہ پوری انسانیت کو ایک امت تصور کرے اور رنگ و نسل کی بنیاد پر امتیاز روا نہ رکھے' بلکہ سارے انسانوں کو اللہ کی مخلوق سمجھے اور ہر ایک کو یکساں طور پر اس کا بندہ تصور کرے' اس لئے کہ سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور سب کے خمیر میں ایک ہی مٹی شامل ہے' پھر یہ بھی ضروری ہے کہ اس دین کا مدار اس ذات پر ہو جو ساری

کائنات کا پیدا کرنے والا ہے اور تمام مخلوقات جس کا کنبہ ہے' بلاشبہ وہ دین اسلام ہے' جو اپنے اندر یہ تمام اوصاف رکھتا ہے' ہم پر یہ عقدہ اس مقدس کلام نے کھولا ہے جو اشرف المخلوقات میں خدا کی سب سے افضل و برتر اور محبوب ترین ہستی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا' اور جو ہمارے لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات کی حیثیت رکھتا ہے۔

قرآن پاک کی سورۂ مائدہ میں ایک مقام پر اسلام کو سبیل السلام کہا گیا ہے' یعنی امن وسلامتی کا راستہ' اسی طرح دوسرے مقام پر سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوا ہے: لا اکراہ فی الدین یعنی دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے' قرآن نے یہ اعلان کرکے صاف طور پر بتادیا ہے کہ مذہبی جارحیت سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں ہے' واقعہ یہ ہے کہ اسلام امن و سلامتی کو انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے بنیادی ضرورت قرار دیتا ہے' اور اس کی قطعی اجازت نہیں دیتا کہ ایک انسان دوسرے کی جان پر حملہ کرے' اسی کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے کہ جس نے کسی جان کو بھی قتل کردیا اور ایسا نہ تو کسی جان کا بدلہ لینے کے لئے کیا اور نہ ہی زمین پر پھیلے ہوئے فساد سے نپٹنے کے لئے کیا تو اس نے گویا سارے انسانوں کو قتل کردیا اور جس نے ایک جان کو بچالیا تو گویا سارے انسانوں کو زندہ بچالیا' قرآن کے اس واضح بیان کے بعد بھی کیا اس امر کی شہادت کی مزید کوئی ضرورت باقی رہتی ہے؟ کہ اسلام دہشت کا نہیں بلکہ امن وسلامتی کا مذہب ہے؟ نفرت کا نہیں بلکہ محبت کا مذہب ہے؟ فساد کا نہیں بلکہ امن وامان کا مذہب ہے؟ وہ ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے' اس میں مسلمان اور غیر مسلمان کی کوئی تخصیص نہیں' جب قرآن کو تخصیص کرکے بات کرنی ہوتی ہے تو وہ مسلموں کے لئے "الذین آمنوا" استعمال کرتا ہے اور غیر مسلمانوں کے لئے "الذین کفروا" استعمال کرتا ہے' اور جب تمام انسانوں کی بات ہوتی ہے تو "الناس" استعمال کرتا ہے۔

قرآن پاک جس عظیم ترین ہستی پر نازل ہوا' خود اس کا فرمان یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی ذمی یعنی غیر مسلم شہری کو دکھ پہنچائے گا تو خود میں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) قیامت کے دن اس مسلمان کے خلاف اس غیر مسلم کی طرف سے کھڑا ہوں گا' کیا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واضح فرمان کے بعد بھی اس پروپیگنڈہ پر یقین کرنے کی کوئی گنجائش رہتی ہے کہ اسلام تشدد کا مذہب ہے؟ اسلام اور تشدد دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں' جہاں اسلام ہوگا وہاں تشدد کھڑا ہو ہی نہیں سکتا' اسلام تشدد کے مقابلہ کے لئے سب سے طاقتور ترین ہتھیار ہے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز جب تہجد کے وقت بیدار ہوتے تو فرماتے: اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں' لہذا دنیا کے جس خطہ میں اور جہاں جہاں مسلم اور غیر مسلم آبادی ملی جلی رہتی ہے وہ عملی وساوی زندگی میں اس شہادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ایک دوسرے کے ساتھی اور رفیق ہیں' وہ شریعت اسلامیہ کی رو سے امن وسلامتی اور اعتماد و بھروسہ کے معاہدہ میں بندھے ہوئے ہیں اور اصل اسلام بنیادی طور پر امن وسلامتی کی دعوت دیتا ہے' جنگ پر صلح کو فوقیت دیتا ہے' چنانچہ قرآن پاک کی سورۂ انفال میں حکم دیا گیا کہ دیکھو! اگر دشمن صلح کی طرف جھکیں تو چاہئے کہ تم بھی اس کی طرف جھک جاؤ' اور ہر حال میں اللہ پر بھروسہ رکھو جو سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے' یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب جنگ بدر کے فیصلے نے مسلمانوں کی فتح مندی کو ظاہر کردیا تھا' اور تمام عرب جزیرہ ان کی طاقت سے متاثر ہونے لگا تھا' تاہم حکم ہوا کہ جب بھی دشمن صلح وامن کی طرف مائل ہو تو چاہئے کہ تم بھی بلاتامل آمادہ ہوجاؤ' اگر اس کی نیت میں فتور ہوگا تو اس کی پروانہ کرو' اس کی وجہ سے صلح وامن کے قیام میں ایک لمحہ بھی تاخیر نہیں کرنی چاہئے' اسلام کو صلح اتنی عزیز ہے کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ فلاں دشمن منافقت سے کام لے کر امن کی پیشکش کررہا ہے' اور موقع ملتے ہی وہ معاہدہ سے پھر جائے گا' اسلام صلح وامن کا حکم دیتا ہے' آج اللہ کی اس مرضی اور اسلام کی اس گراں قدر تعلیم کو عام کرنے کی اشد ضرورت ہے' جبکہ پوری دنیا نفرت وشقاوت کے بارود پر بیٹھی ہوئی ہے۔

فی الواقع قرآن کی ایک ایک آیت صلح وامن کا اور اخوت ومحبت کا حکم سناتی ہے' اسلام کی پوری تاریخ دشمنوں کے ساتھ مسلمانوں کی رواداری سے بھری پڑی ہے' یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک یا دس یا سو مضامین میں اس کا احاطہ کرلیا جائے' اس کا ادراک ان کو بھی ہے' جو دین اسلام کو جنگ جوئی اور تشدد کا مذہب قرار دیتے ہیں لیکن ان کو خوف ہے کہ اسلام مسلسل اپنی آفاقیت اور ہمہ گیر پیغام امن وانسانیت کے سبب کہیں ان کے باطل معبودوں اور ان کی جھوٹی توضیحات کا خاتمہ نہ کردے' اس لئے جان بوجھ کر اسلام کے خلاف ایک مسلسل پروپیگنڈہ تیار

کیا جارہا ہے' آج معاملہ عجیب وغریب صورت اختیار کرگیا ہے' وہ دوسروں کو ظالم کہتا ہے جو خود دہشت گرد ہے' وہ دوسروں کو دہشت گرد بتاتا ہے' باطل ادیان کے پیروکار حقانی مذہب کو باطل قرار دیتے ہیں' سرد جنگ کا خاتمہ اور سقوط ماسکو کے بعد مغرب کی اسلام مخالف سامراجی ذہنیت اور اس کے ذرائع ابلاغ نے اپنا نشانہ بنانے کے لئے اسلام کو منتخب کیا' یہاں بھی اس تحریک کو تقویت ملی اور ایک مخصوص ذہنیت کے حامل طبقہ نے تاریخ کو مسخ کرکے مغل سلاطین اور مسلم حکمرانوں کی غلط تصویر پیش کرنی شروع کی' ان کے توسط سے اسلام کو نشانہ بنایا گیا' اسلام کو تلوار کے زور پر پھیلنے والا مذہب قرار دیا گیا' عقل کے اندھوں کو یہ نظر نہیں آیا کہ جب تلوار کے زور پر اسلام پھیلتا ہے تو پھر ان لاکھوں' کروڑوں انسانوں کو کس نے تلوار لے کر مجبور کیا جو گزشتہ ڈیڑھ ہزار برس سے دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام کی حقانیت کا ادراک کرکے اس کی آغوش رحمت میں جگہ پارہے ہیں؟ گزری ہوئی صدی میں اسلام کی اس دلکشی کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہوگی؟ جب عراق کے خلاف جنگ کرنے کے لئے امریکی اور اتحادی فوجیں خلیج میں اور خاص طور پر سعودی عرب کے بعض مقامات پر اتریں تو محض دو سال کے اندر اندر یہ بھی ہوا کہ دو ہزار فوجیوں نے اسلام قبول کرلیا' یہ اس وقت ہوا جب عراق کے خلاف بمباری جاری تھی' وہ خود مہلک ہتھیاروں سے لیس تھے' تو پھر ان کو کون سی تلوار نے خوفزدہ کردیا کہ وہ ایمان لے آئے؟ آج بھی ہر روز افریقہ میں' یورپ اور امریکہ میں ہزاروں لوگ اسلام قبول کررہے ہیں آخر وہاں کون تلوار چلا رہا ہے؟

اسلام کسی کی جان مال یا آبرو پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا' اگر کوئی اس قانون کی خلاف ورزی کرے اور جان ومال یا آبرو پر حملہ آور ہوجائے تو اسلام نے اس جرم کی ایسی سزا تجویز کی ہے' جس سے مظلوم کو پورا پورا انصاف مل سکے' قانون کی یہ کوئی خوبی یا خامی نہیں ہے کہ وہ سخت ہے یا نرم' بلکہ کامیاب قانون وہی ہے جس سے فوراً انصاف مل سکے اور سماج سے برائیوں کا خاتمہ بھی ہوجائے' اسلام تشدد کرنے کی اجازت نہیں دیتا' لیکن جو تشدد پر آمادہ ہوا ہے' اسے آزاد چھوڑنا کسی بھی طور پر درست نہیں' وہ پورے سماج کے لئے مضرت رساں ہے' اس تشدد کی بیخ کنی کی ضرورت ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ زخم کی جراحی کرنے والے طبیب کو ہی متشدد قرار دے دیا جائے' اور اس پر مریض کے خون کے قطرے بہانے کا الزام عائد کرکے اس کو مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کردیا جائے' اسلام دنیا بھر میں پھیلی ہوئی نفرت کی آگ کو اپنے پیغام محبت کے سیل رواں سے بجھانا چاہتا ہے' بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بجھانے کی بھرپور حیثیت وصلاحیت رکھتا ہے' باطل پرست دنیا پر یہ خوف سوار ہے کہیں ساری دنیا اور ساری انسانیت اسلام کے پیغام انسانیت کی اسیر نہ ہوجائے' اور پھر باطل قوتیں اپنے مفادات حاصل کرنے سے محروم ہوجائیں' اسلام پوری دنیا پر عدل وانصاف کی حکمرانی چاہتا ہے' اور عدل وانصاف ہر ذی نفس کی ضرورت ہے' اس میں ہندو مسلم' عرب وعجم' آقا وغلام' گورے وکالے' اور چھوٹے بڑے کی کوئی تخصیص نہیں' یہ وہ صورت ہے جس میں مساوات کا ماحول معاشرہ پر غالب آجاتا ہے' مگر جس سے آج کی باطل قوتیں لرزہ براندام ہیں۔

●●

بقیہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ

حملہ آور کیا جائے تو کسی بدنصیب کو ناموس رسالت پر ڈاکہ ڈالنے کی جرات نہیں ہوگی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کے دور خلافت کے کارناموں سے واقف کار ہر انسان یہ بات آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی کس آب وتاب کے ساتھ پوری ہوئی کہ اس امت کے سب سے بڑے محسن صدیق اکبرؓ ہیں۔

خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ دو برس تین ماہ اور نو دن مسند خلافت پر جلوہ افروز رہ کر ۶۳ برس کی عمر میں ۲۲/ جمادی الثانی بروز دوشنبہ ۱۳ ہجری کو اس دار فانی سے رخصت ہوکر دار بقاء کی طرف تشریف لے گئے' خلیفہ ثانی' مراد پیغمبر حضرت عمر فاروقؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور روضہ رسولؐ کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں اس جگہ مدفون ہوئے' جو رشک جنت کہلاتی ہے۔

پروانے کو شمع' بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے خدا کا رسول بس

☆☆..........☆☆

"میری اور دوسرے نبیوں کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے محل بنایا' پس اس کو پورا کردیا مگر صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی' پس میں آیا اور میں نے اس اینٹ کو پورا کردیا" (مسند احمد' صحیح مسلم)

تقریب ختم بخاری شریف

الحمدللہ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی میں سالہا سال سے بخاری شریف کے اختتام پر تقریب کا اہتمام کیا جاتا ہے حسب سابق اس سال بھی انشاءاللہ شایان شان طریقے سے یہ تقریب منعقد ہوگی

مہمان خصوصی:

امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم

پروگرام

مورخہ ۸/ستمبر بمطابق ۲۹ جمادی الثانی ۱۴۲۳ء

بروز اتوار بعد نماز ظہر

تلاوت: قاری القرأ سید انوار الحسن صاحب

نعت خواں: سید سلمان گیلانی صاحب

درس حدیث: حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب

دعا: حضرت مولانا میاں مسعود احمد صاحب

آپ سے گزارش ہے کہ اس تقریب سعید میں آپ شرکت فرما کر دستار فضیلت حاصل کرنے والے طلبأ کی حوصلہ افزائی فرمائیں اور اس موقع پر ہونے والی خصوصی دعاؤں میں شامل ہوں اور دعاؤں کے حقدار بنیں

دیگر مہمانوں میں:

حضرت مولانا میاں مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ خانقاہ دین پور شریف

سید القرأ قاری سید انوار الحسن شاہ صاحب

ممتاز نعت خواں: سید سلمان گیلانی صاحب ہونگے

اسلام اور جرائم کا سدباب

مولانا محمد سلمان منصور پوری

اسلام کی نظر میں تمام انسان' انسانیت کے اعتبار سے برابر ہیں۔ رنگ ونسل' علاقے اور آبادی کی بنیاد پر فرق وامتیاز اسلام کے نزدیک کسی طرح بھی روا نہیں ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اے آدمیو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے بنا کر تمہاری ذاتیں اور قبیلے مقرر کر دیئے تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ باادب ہے' اللہ سب کچھ جاننے والا' خبر رکھنے والا ہے۔"

(سورۂ حجرات:۱۳)

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج الوداع کے موقع پر اس سلسلے میں جو خطبہ ارشاد فرمایا' وہ انسانی حقوق کے عالمی منشور کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کے طویل خطبے کے چند زریں الفاظ درج ذیل ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! بے شک تم سب کا پروردگار ایک ہے' اور تم سب کا باپ بھی ایک ہے (یعنی سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہو) خبردار! کسی عربی کو عجمی پر کوئی برتری نہیں اور نہ عجمی کو عربی پر فضیلت ہے' اور نہ کالے رنگ والا سرخ رنگ والے پر فوقیت رکھتا ہے اور نہ سرخ رنگ والا کالے پر' سوائے تقویٰ اور پرہیزگاری کے (یعنی فضیلت کا معیار اخلاق فاضلہ ہیں' رنگ اور نسل نہیں)۔"

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ کیا میں نے اللہ کا یہ پیغام تم تک پہنچا دیا؟ صحابہ کرامؓ نے اس کی تصدیق فرمائی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ آج کون سا دن ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ آج قربانی کا قابل احترام دن ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کون سا شہر ہے؟ تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یہ باعزت شہر مکہ معظمہ ہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح یہ شہر' یہ مہینہ اور یہ دن تمہاری نظر میں باعث عزت واحترام ہے' اسی طرح تمہارے مال' تمہارے خون اور تمہاری عزتیں بھی آپس میں قابل احترام ہیں (جن کی حق تلفی کسی کے لئے روا نہیں ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یہ پیغام سنا ہے وہ اسے ان لوگوں تک پہنچا دے' جنہوں نے یہ پیغام نہیں سنا۔ (رواہ احمد' مجمع الزوائد ۳/۲۶۶)

اسلام کی اس عظیم ہدایت کے برعکس آج پوری دنیا رنگ ونسل' علاقے اور زبان کے اعتبار سے سینکڑوں خانوں میں بٹی ہوئی ہے' طاقتور قومیں کمزور نسلی جماعتوں کا استحصال جاری رکھے ہوئے ہیں' ایک علاقہ والے دوسرے علاقہ والوں کو' ایک زبان والے دوسری زبان والوں کو' ایک رنگ والے دوسرے رنگ والوں کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں' مغربی اقوام جو آج دن رات اپنے آپ کو انسانی حقوق اور مساوات کا تنہا ٹھیکیدار قرار دیتے نہیں تھکتیں' ان کی تاریخ بدترین انسانیت سوز تعصبات اور امتیازات سے پُر ہے۔ ان کے دعوے جتنے خوبصورت ہیں' ان کی باطنی حقیقت اتنی ہی مکروہ اور خوفناک ہے' یہ قومیں خون خون میں فرق کرتی ہیں' مغربی اقوام کا کوئی فرد کہیں ظلم کا شکار ہو جائے تو آسمان سر پر اٹھا لیا جاتا ہے' جب کہ دیگر اقوام کے ہزاروں افراد بھی اگر وحشیانہ طور پر تہ تیغ کر دیئے جائیں تو ان پر یہ مغربی اقوام نہ صرف خاموش تماشائی بنی رہتی ہیں بلکہ بہت سے واقعات میں مظلوم کے بجائے ظالم کے شانہ بشانہ کھڑی نظر آتی ہیں' اسرائیل' بوسنیا' کوسوو' البانیہ' چیچنیا اور دنیا کے دیگر مقامات میں مظلوموں کے بہتے ہوئے لہو میں ان سامراجی اقوام نے اپنے ہاتھوں کو لت پت کر رکھا ہے' اور پھر بھی یہ دعویٰ ہے کہ وہی انسانی مساوات کے

علمبردار ہیں، ان کا یہ دعویٰ "برعکس نام نہند زنگی را کافور" کا مصداق ہے، دُنیا میں انسانی مساوات کا جو تصور اسلام نے پیش کیا ہے اس سے بہتر اور موثر کوئی تصور پیش نہیں کیا جاسکتا۔

ظلم کی ممانعت:

اسلام بنیادی طور پر ظلم کا مخالف ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اسلام کا وجود ہی دنیا سے ظلم کو مٹانے کے لئے ہے، اسلام کی فطرت یہ ہے کہ وہ ظلم کو برداشت نہیں کرسکتا۔ پورا اسلام نظام ہی ہر سطح پر ظلم کو ختم کرنے کے لئے مستعد رہتا ہے۔ اسلام کا اصول ہے: "لا ضرر ولا ضرار" (یعنی نہ نقصان اٹھاؤ اور نہ نقصان پہنچاؤ) یہی اصول اسلام کی ہر تعلیم میں روشن نظر آتا ہے، اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ آدمی جہاں تک بھی ہوسکے اپنی قوت اور اثرات کا استعمال کرکے مظلوم کی حمایت کرے اور ظالم کا ہاتھ پکڑ لے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، تو ایک شخص نے حیرت سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مظلوم ہونے کی حالت میں تو اس کی مدد کروں گا، اگر وہ ظالم ہے تو اس کی مدد کیسے کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظالم بھائی کی مدد اس طرح ہوگی کہ تم اس کو ظلم سے روک دو (تاکہ وہ آخرت کے عذاب سے بچ جائے)۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف ۲/۴۲۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم کرنا آخرت میں اندھیریوں کا باعث ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف ۲/۴۳۴)

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مظلوم کی بددعا سے بچتے رہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی حق دار کو اس کا حق دینے سے محروم نہیں کرتا۔ (مشکوٰۃ شریف ۲/۴۳۶)

احادیث شریفہ میں خلق خدا پر رحم کرنے اور ان کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرنے کی انتہائی تاکید وارد ہوئی ہے، ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مہربانی کرنے والوں پر رحمٰن مہربان ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ (مشکوٰۃ ۲/۴۲۳، رواہ ابوداؤد)

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔ (مشکوٰۃ شریف ۲/۴۲۱)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلق خدا اللہ کی اولاد کی مانند ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے پسندیدہ شخص وہ ہے جو خلق خدا پر رحم و احسان کرنے والا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف ۲/۴۲۵)

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ کی مدد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے تہتر (۷۳) مغفرت کا انتظام فرماتا ہے، جن میں سے صرف ایک مغفرت اس کے تمام معاملات سدھارنے کے لئے کافی ہے اور بقیہ بہتر (۷۲) مغفرتیں آخرت میں اس کے لئے رفع درجات کا ذریعہ بنیں گی۔ (مشکوٰۃ شریف ۲/۴۲۵)

ان ہدایات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام کی نظر میں رحم دلی کی کیا اہمیت ہے؟ اور وہ دنیا میں ظلم کا کتنا بڑا مخالف ہے؟ آج جو لوگ مذہب اسلام کو ظلم و ناانصافی کا محور قرار دیتے ہیں، وہ دراصل خود وحشیانہ مظالم کے مرتکب ہیں، اور اپنے سیاہ کارناموں پر پردہ ڈالنے کے لئے وہ اسلام جیسے عظیم، باسعادت انسانیت مذہب پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اسلام کو ان کے بیہودہ الزامات سے کوئی سروکار نہیں۔ اسلام بلاکسی امتیاز کے کسی بھی فرد، شخص یا جماعت پر ظلم کرنے سے قطعاً انکار کرتا ہے۔

قتل ناحق کی ممانعت:

کسی انسان کو ناحق قتل کرنا اسلام میں بہت بڑا گناہ ہے۔ اسلام کی نظر میں انسان کے خون کے ایک ایک قطرے کی قیمت ہے اور وہ اپنے دائرہ اثر میں رہنے والے تمام افراد کی جان کی حفاظت کا ضامن ہے۔ بلاکسی خاص سبب کے اسلامی حکومت میں کسی بھی شخص کو، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، جان سے مارنا جائز نہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

"اور جس شخص کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل مت کرو، ہاں مگر حق پر، اور جو شخص ناحق قتل کیا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے، سو اس کو قتل کے بارے میں حد سے تجاوز نہ کرنا چاہئے، وہ شخص طرفداری کے قابل ہے۔"

(سورۂ بنی اسرائیل: ۳۳)

اسلام میں کوئی بھی قتل رائیگاں نہیں چھوڑا جاسکتا۔ یا تو قاتل سے جانی بدلہ لیا جائے گا یا دیت اور فدیہ لے کر مقتول کے وارثین کی اشک شوئی کی جائے گی تاکہ آئندہ کسی شخص کو اس طرح کی

وحشیانہ حرکت کرنے کی جسارت نہ ہوسکے۔

اس کے برعکس آج دنیا کا چپہ چپہ بے قصور افراد کے لہو سے رنگین ہے‘ مغربی اقوام کے لچک دار قوانین مظلوموں اور مقتولوں کی حمایت نہیں کرتے بلکہ ان ڈھیلے ڈھالے اور ایسے قوانین کے ذریعہ مجرم کو صاف بچ نکلنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔

استقاط حمل:

اسلام کی انسانیت نوازی کی ایک اہم دلیل یہ ہے کہ اسلام انسان کی پیدائش سے پہلے ہی اس کے جانی تحفظ کا انتظام کرتا ہے‘ چنانچہ شریعت اسلامی میں یہ حکم ہے کہ اگر کسی حاملہ عورت کا حمل زبردستی ضائع کرادیا جائے تو تاوان میں غلام باندی دینی پڑے گی۔(مشکوٰۃ شریف ۲/۳۰۳)

اور عام حالات میں بلاشدید عذر کے اسقاط حمل کی اجازت نہیں ہے‘ بالخصوص جب حمل پر چار مہینے گزر جائیں اور اس میں روح پڑ جائے تو اس ”جنین“ کو جانی تحفظات میں وہی تمام حقوق حاصل ہوجاتے ہیں جو ایک زندہ انسان کو حاصل ہوتے ہیں۔

اس اسلامی تعلیم کے برخلاف آج مغرب نواز معاشرے میں اسقاط حمل جرم تو کیا ہوتا؟ بلکہ ایک فیشن بنتا جارہا ہے۔شہر شہر میں لائسنس یافتہ ایسے کلینک موجود ہیں جن میں برسرعام جائز اور ناجائز بچوں کا اسقاط کرکے انسانیت کا قتل عام کیا جارہا ہے‘ زمانہ جاہلیت میں پیدا ہونے کے بعد لڑکیوں کو زندہ دفن کیا جاتا تھا اور آج کے جدید دور جاہلیت میں پیدا ہونے سے پہلے ہی ان کو رحم مادر میں طبی آلات کے ذریعہ ٹکڑے ٹکڑے کردیا جاتا ہے‘ اس انسانیت سوز عالمی ظلم پر ساری دنیا کے نام نہاد انسانی حقوق کے علمبردار خاموش ہیں‘ بلکہ اضافۂ آبادی کے خطرہ کو بہانہ بناکر اس طرح کے ظلم کی حوصلہ افزائی میں برابر کے شریک ہیں‘ جب کہ اس وحشت و بربریت کے خلاف مضبوط آواز اٹھانے والا مذہب صرف اسلام ہے‘ جو اپنی علمی و عملی ہدایت کے ذریعہ اس سنگین جرم سے دنیا کو بچانے کی تلقین کرتا ہے۔

جرائم کی روک تھام:

اسلام دنیا میں امن و امان کا خواہاں ہے۔ اس نے اجتماعی امن کے قیام کے لئے ایسا عمدہ اور مؤثر نظام تجویز کیا ہے‘ جس کے نفاذ سے حیرت انگیز طور پر معاشرہ امن و امان سے مالا مال ہوجاتا ہے۔ اور علاقہ میں بسنے والا ہر شہری اپنی جان و مال‘ عزت و آبرو کی طرف سے مطمئن ہوکر عافیت کی فضا میں سانس لیتا ہے‘ چنانچہ اس مقصد سے اسلام نے دنیا میں پائے جانے والے سات بڑے جرائم پر عبرتناک سزائیں مقرر کی ہیں۔ وہ جرائم یہ ہیں:

۱:......قتل‘

۲:......چوری‘

۳:......ڈکیتی‘

۴:......زنا‘

۵:......کسی پر زنا کی تہمت لگانا‘

۶:......شراب پینا‘

۷:......اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہوجانا۔

یہ جرائم ہی تمام دنیا میں فتنہ و فساد کی جڑ اور بنیاد ہیں‘ لہٰذا ان جرائم کی روک تھام کے لئے محض زبانی اپیلیں یا آخرت کی وعیدیں سنادینا کافی نہیں بلکہ عملی طور پر ایسے اقدامات ناگزیر ہیں جن کے ذریعہ معاشرہ کو مذکورہ چیرہ دستیوں سے محفوظ رکھا جاسکے اور مجرم ایسی عبرتناک سزاؤں سے دوچار ہو کہ اسے دیکھ کر کسی اور کو ایسے جرم کے ارتکاب کی ہمت نہ ہوسکے‘ اسلام کی مقرر کردہ عبرتناک سزاؤں کا خلاصہ یہ ہے:

☆ قتل کی سزا: قصاص یا دیت‘

☆ چوری کی سزا: ہاتھ کاٹنا

☆ ڈکیتی کی سزا: قتل‘ سولی یا ہاتھ پیر کاٹنا‘

☆ زنا کی سزا: شادی شدہ ہو تو سنگسار کرنا ورنہ سو کوڑے مارنا‘

☆ کسی پر زنا کی تہمت کی سزا: ۸۰ کوڑے‘

☆ شراب کی سزا: ۸۰ کوڑے‘

☆ ارتداد کی سزا: قتل۔

اسلامی حکومت میں ان میں سے کسی جرم کے ثابت ہونے کے بعد کسی بھی شخص کو حتی کہ امیرالمومنین کو بھی اس سزا میں تخفیف کرنے کا اپنی طرف سے حق حاصل نہیں ہے۔ اسلامی حکومت کا یہ شرعی فرض بنتا ہے کہ وہ جرائم کی روک تھام کے لئے مقرر کردہ شرعی حدود کو جاری کرے‘ اگر کوئی بااختیار مسلم حکومت اس پر عمل نہیں کرتی تو وہ عنداللہ وعندالناس اپنی کوتاہی پر جواب دہ ہے۔ اس لئے کہ سزاؤں کے احکامات محض فقہی مسئلے نہیں بلکہ قرآن وسنت کی متواتر قطعی نصوص سے ثابت شدہ ہیں۔ کسی بھی فرد یا حکومت کو ان سے صرف نظر کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ البتہ مذکورہ جرائم کے علاوہ اس سے کم تر درجہ کے جرائم کی سزا کا اختیار حاکم وقت کو دیا گیا ہے کہ وہ حالات کو دیکھ

کر اپنی منشا کے مطابق کوئی بھی سزا تجویز کر سکتا ہے۔ اسلامی حدود کا یہ نظام تجرباتی طور پر نہایت کامیاب ثابت ہوا ہے' کیونکہ اس نظام کے ذریعہ جرائم کا معیار غیر معمولی طریقہ پر کم سے کم ہو جاتا ہے۔ آج بھی جن ممالک میں اس کا رواج ہے وہاں جرائم کی شرح ساری دنیا سے کم ریکارڈ کی جاتی ہے۔

مگر مغربی دنیا کو یہ امن و امان کی فضا قطعاً پسند نہیں' وہ ایک طرف انسانی حقوق کے تحفظ کا راگ الاپتی ہے اور دوسری طرف اسلامی نظام حدود پر بیجا تنقید کر کے دنیا کے چھپے ہوئے مجرموں کی پیٹھ تھپتھپاتی ہے۔ آج اسلام کی مقرر کردہ سزاؤں کی شدت پر تو خوب ٹسوے بہائے جاتے ہیں اور مبالغہ آمیزی کے ساتھ ان کی قساوت کو اجاگر کر کے اسلام کو مطعون کیا جاتا ہے مگر یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ ایک کو سزا دینے سے سینکڑوں' ہزاروں بے قصوروں کو کتنی راحت ملتی ہے' اور ایک مجرم کو کیفر کردار تک پہنچانا کتنے جرائم پیشہ افراد کی ہمتیں پست کرنے کا سبب بن جاتا ہے' لیکن بات اصل میں یہ ہے کہ جس طرح آج مغربی معاشرہ بدترین قسم کے جرائم اور انسانیت سے گرے ہوئے اعمال میں ملوث ہے' اسی طرح وہ چاہتا ہے کہ پوری دنیا اسی ڈگر پر چل کر انسانیت کا لبادہ اتار دے اور بہیمیت کی صورت اختیار کر لے' اور اس کی اس منصوبہ بندی میں سب سے بڑی رکاوٹ چونکہ اسلامی نظام ہے' اس لئے وہ انسانیت کی دہائی دے کر اسلام کی خوبیوں پر خاک اڑانے کی کوشش برابر کرتا رہتا ہے۔ ☆☆

۱۹۷۳ء میں ونگ کمانڈر ہاشمی اور اسکواڈرن لیڈر غوث سمیت ۲۰ پائیلٹوں کو بھٹو کا تختہ الٹنے کی سازش میں پکڑ کر ان پر بہت تشدد کیا گیا۔ بڈابیر میں یہ مقدمہ چلا' ان میں سے چار کو سزا ہوئی' باقی بری ہو گئے۔ مخلص پائیلٹ ملک چھوڑ گئے۔ اس وقت اصل سازش ایئر مارشل ظفر چوہدری قادیانی نے کی تھی۔ اس مقدمے کی فائل میں بیانات پڑھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ ان کے کرتوت کیسے ہیں؟

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

پتہ: این آر ایونیو

نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک ''جی'' برکات حیدری' ناظم آباد

فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
تیر کارپٹ
شمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

غیبت اور اس کے نقصانات

"اے ایمان والو! تم بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں' اور سراغ مت لگایا کرو' اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس کو تم ناگوار سمجھتے ہو۔" (القرآن)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایک ایسے بڑے گناہ سے منع فرمایا ہے' جس سے ہوتے تو ہیں دین اور دنیا دونوں تباہ مگر ابتلاء بھی اس میں عام ہے اور سبحان اللہ! ایسا عجیب انداز اور ترتیب اختیار فرمائی ہے کہ اس بڑے گناہ کی جڑ ہی کٹ گئی' پہلے بدگمانی سے بچنے کو فرمایا' پھر سوال یہ پیدا ہوا کہ بدگمانی نہ کریں' دوسروں کے عیب کی تحقیق کر لیا کریں؟ منع فرما دیا کہ سراغ لگا کر دوسروں کے عیب کی تحقیق نہ کرو' پھر یہ سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ اچھا سراغ تو نہ لگائیں اگر بلا سراغ لگائے کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو بیان کیا کریں؟ فرمادیا کہ دوسروں کا عیب معلوم ہو جانے پر بھی بیان نہ کرو' آگے اس حکم میں غفلت اور کوتاہی کرنے والوں کو زجر اور تنبیہ فرمادی کہ جب تم اپنے مردہ بھائی کے گوشت کو کھانا پسند نہیں کرتے تو بھلا غیبت کو کیسے پسند کرتے ہو؟ کیونکہ غیبت کرنا بھی تو گویا مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے اور احادیث میں تو بکثرت ایسے واقعات ارشاد فرمائے گئے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی غیبت کی گئی اس کا حقیقتاً گوشت کھایا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ چند لوگوں کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ دانتوں میں خلال کرو' انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے تو آج گوشت چکھا بھی نہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں شخص کا گوشت تمہارے دانتوں میں لگ رہا ہے' معلوم ہوا کہ اس شخص کی غیبت کی تھی۔

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گزر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب قبر ہو رہا ہے' ایک کو لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے

مولانا شائق صاحب پالنپوری

دوسرے کو پیشاب سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سود کے ستر سے زیادہ باب ہیں' سب سے ہلکا اور ہلکا درجہ اپنی ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے اور ایک درہم (تقریباً سوا چار آنہ) سود کا پینتیس زنا سے زیادہ سخت ہے' اور بدترین اور خبیث ترین سود مسلمان کی آبرو ریزی ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے: "الغیبة اشد من الزنا" یعنی غیبت (گناہ کے اعتبار سے) زنا سے بھی زیادہ سخت ہے' اس پر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! کس طرح غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس لئے کہ زنا کرنے والا جب توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں' اور اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں' لیکن غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا جب تک کہ جس کی غیبت کی ہے وہ خود معاف نہ کر دے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیبت حقوق العباد میں سے ہے جب تک بندہ نہ معاف کر دے اللہ تعالیٰ بھی نہیں معاف فرماتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ زنا کو ہر انسان برا اور گناہ کا کام سمجھتا ہے' اس لئے اکثر توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے' مگر آج کل غیبت کا حال تو یہ ہے کہ اس کو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا' پھر توبہ کیوں کرے گا؟ وہ تو اچھا ہی سمجھ کر غیبت کرتا ہے۔

غیبت کا دنیوی وبال:

ایک خرابی عیب جوئی اور عیب گوئی میں یہ بھی ہے کہ جس کی برائی آپ بیان کر رہے ہیں اس کو خبر ہونے کے بعد یہ دشوار ہے کہ وہ آپ کو برا نہ کہے' پھر اس کے

جواب میں آپ اس کو برا نہ کہیں' ان عیب گوئیوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ آپس میں عداوت اور دشمنی قائم ہو جاتی ہے اور بعض اوقات تو یہ عداوت سالہا سال' پشت در پشت چلتی رہتی ہے' جس سے خاندان کے خاندان تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

غیبت سننا بھی حرام ہے:

حدیث میں ارشاد فرمایا: "المستمع احد المغتابین" غیبت سننے والا غیبت کرنے والے کی طرح ہے۔ لہٰذا غیبت بلکہ کسی بھی مجلس فسق میں نہ بیٹھے اگر پہلے سے بیٹھا ہوا اور غیبت وغیرہ ہونے لگے تو منع کر دے' اگر اس پر قدرت نہ ہو تو اس مجلس سے اٹھ جائے۔

غیبت کرنے اور سننے پر عبرت کے چند واقعات:

خالد ربعی کہتے ہیں کہ میں ایک روز ایک جماعت کے ساتھ جامع مسجد میں بیٹھا تھا' اس جماعت نے کسی شخص کی غیبت کی' میں نے ان کو منع کیا' پھر انہوں نے غیبت کی' اس دفعہ میں بھی شریک ہو گیا' رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک طویل قد اور سیاہ شخص آیا' اس کے ہاتھوں میں ایک طباق تھا' جس کے اندر سؤر کا گوشت تھا' اس نے مجھ سے کہا کہ اس گوشت کو کھاؤ' میں نے جواب دیا' سؤر کا گوشت حرام ہے' بخدا میں نہ کھاؤں گا' اس نے کہا کہ تم سؤر کے گوشت سے بدتر چیز کھا چکے ہو' یعنی مسلمان کا گوشت جس کی تم نے غیبت کی ہے' پھر سؤر کا گوشت کیوں نہیں کھاتے' آخر کار اس نے وہ گوشت زبردستی میرے منہ میں ڈال دیا' اگرچہ میں اس کو قبول نہ کرتا تھا' بیدار ہونے کے بعد چالیس یا تیس سال تک میرا یہ حال رہا کہ جب کھانا کھاتا' میرے منہ سے سؤر کے گوشت کی بدبو آتی۔ (تنبیہ الغافلین)

سفیان ابن الحسین بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں ایاس بن معاویہ کی مجلس میں بیٹھا تھا' ایک شخص اس طرف سے گزرا' میں نے اس کی غیبت کی' ایاس نے کہا خاموش رہو' میں چپ ہو گیا' اس کے بعد ایاس نے پوچھا کہ تم نے اہل روم سے جہاد کیا ہے؟ میں نے جواب دیا نہیں' پھر دریافت کیا کہ اہل ترک سے قتال کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں' اس پر انہوں نے کہا کہ افسوس ہے کہ تمہارے ہاتھ سے روم اور ترک نے تو اذیت نہیں پائی اور اس مسلم نے اذیت پائی۔

منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا کہ بتاؤ اگر کوئی سوتا ہو اور غفلت میں اس کا تھوڑا سا ستر کھل گیا' اس حالت میں جو کوئی اس کو دیکھے گا تو کھلے ہوئے کو چھپا دے گا یا پوشیدہ کو بھی کھول دے گا؟ ان کے صحابہؓ نے جواب دیا کہ سبحان اللہ! بقیہ کو کس طرح کھول دے گا' بلکہ دیکھنے والا ظاہر کو بھی پوشیدہ کر دے گا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس وقت کوئی خبیث کسی کی غیبت کرتا ہے اور اس کے پوشیدہ عیب کو ظاہر کرتا ہے' پھر سننے والا غیبت میں شریک ہو کر اس کے اور عیوب کو بھی کھول دیتا ہے' گویا اس نے پوشیدہ ستر کو کھول دیا۔

امام ابوحنیفہؒ کا واقعہ ہے کہ کسی نے آپ کی برائی بیان کی' آپ نے اس کے پاس ہدیہ بھیجا' امام صاحب کی نسبت لکھا ہے کہ آپ کبھی کسی کی غیبت نہ کرتے تھے' اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں کسی کی غیبت کرتا تو اپنی ماں کی غیبت کرتا تاکہ میری نیکیاں میری والدہ ہی کو ملیں' دوسرے کے پاس تو نہ جائیں۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ابوحنیفہؒ بڑے عقلمند ہیں' ہماری نیکیاں تو لے لیتے ہیں اور اپنی نیکیاں کسی کو نہیں دیتے' یعنی چونکہ ہم ان کے متعلق کچھ کہہ دیتے ہیں تو اس کے بدلے ہماری نیکی ان کو مل جاتی ہے اور وہ کسی کی برائی نہیں بیان کرتے۔

اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے! کہ ہم لوگ اس سے بہت ہی غافل ہیں' عوام کا ذکر نہیں' خواص تک مبتلا ہیں' دنیاداروں کو چھوڑیئے' دینداروں کی مجالس بھی بالعموم اس سے کم خالی ہوتی ہیں' اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اکثر اس کو غیبت بھی نہیں سمجھا جاتا' اگر اپنے یا کسی کے دل میں کچھ کھٹکا بھی پیدا ہو تو اس پر اظہار واقعہ کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔

غیبت کسے کہتے ہیں؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ غیبت کیا چیز ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کے پس پشت ایسی بات کرنا جو اسے ناگوار ہو' سائل نے پوچھا کہ اگر اس میں واقعتاً وہ بات موجود ہو جو کہی گئی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ہی تو غیبت ہے' اگر واقعتاً موجود نہ ہو تو بہتان ہے۔ (اور بہتان کا گناہ غیبت سے بھی زیادہ ہے)۔

غیبت کے درجے:

غیبت کے چار درجے ہیں:

(۱) ایک صورت میں غیبت انتہائی خطرناک ہے' وہ یہ کہ غیبت کرنے والے کو کسی نے منع کیا' اس پر اس نے کہا کہ یہ غیبت کہاں ہے؟ میں تو اس کا واقعی عیب بیان کر رہا ہوں (اور پر معلوم ہو چکا ہے کہ واقعی عیب کا بیان کرنا ہی غیبت ہے) تو گویا ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ معصیت کو جائز اور حلال سمجھ رہا ہے' جس سے ایمان جانے کا خطرہ ہے' اس میں عام ابتلا ہے' اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔

(۲) غیبت کی دوسری قسم نفاق ہے' وہ یہ ہے کہ ایسے شخص کا نام لے کر غیبت کرتا ہے' جس کو سننے

والے جانتے ہیں اور اس غیبت کے باوجود اپنے کو پرہیزگار سمجھتا ہے۔

(۳) تیسری قسم معصیت ہے' وہ یہ ہے کہ جانتے والے کے سامنے نام لے کر غیبت کرتا ہے' مگر اس کو گناہ سمجھ رہا ہے' اس میں بھی توبہ ضروری ہے۔

(۴) چوتھی صورت جائز ہے' وہ یہ ہے کہ ایسے شخص کے عیوب کو بیان کیا جائے جو علی الاعلان فسق و فجور کرتا ہے' یا بدعت میں مبتلا ہے بلکہ جس سے لوگوں کی جان و مال کو خطرہ ہو' اسی طرح جن سے دین برباد ہوجانے کا خطرہ اور اندیشہ ہو' (جیسے بدعتی مولوی اور جھوٹے پیر فقیر) ایسے لوگوں کے عیوب کو بیان کرنا واجب ہے' ایسے لوگوں کے عیوب بتلانے والے کو ثواب بھی ملے گا' اور معلوم ہوتے ہوئے اگر کسی نے دین و دنیا کے ڈاکوؤں کی پردہ پوشی کی اور لوگوں کے سامنے ان کی بدکرداریاں ظاہر نہ کیں' تو یہ شخص فریضۂ تبلیغ کا تارک سمجھا جائے گا اور اس کے بتلانے سے جو لوگ بچ جاتے' اور اب مبتلا ہوگئے تو ان ڈاکوؤں کے گناہ میں یہ شخص بھی برابر کا شریک ہوگا۔ (ردالمحتار عن تنبیہ)

غیبت سے بچنے کی ترکیب:

جہاں تک ہوسکے زبان کی حفاظت کرے' بلاضرورت اچھا برا کسی کا تذکرہ نہ کرے نہ سنے' اپنے ضروری کاموں میں مشغول رہے' پہلے سوچ لے کہ یہ گناہ کی بات تو نہیں' بخاری شریف کی ایک حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو میرے لئے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے گا میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں' دوسری حدیث میں ہے کہ جو خاموش رہا (یعنی بلاضرورت بات نہ کی) اس نے نجات پائی' اللہ تعالیٰ ہم سب کو غیبت اور دوسرے گناہوں سے محفوظ رکھے۔

عیسائی خاندان کا قبول اسلام

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) کھونڈی کھوروالی کے ایک عیسائی خاندان نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا حافظ محمد ثاقب کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ اس خاندان کے افراد کا نام عبدالرحمٰن' فاطمہ بی بی' حفصہ اور محمد زبیر رکھا گیا۔ اس موقع پر مولانا گلزار احمد آزاد' مولانا فقیر اللہ اختر' سید احمد حسین زید' مولانا محمد الیاس قادری' افتخار احمد' محمد مزمل چیمہ اور دیگر حضرات بھی موجود تھے۔

HB™
A Trustworthy Name
HAMEED BROS JEWELLERS
3,MOHAN TARRACE, SHAHRA-E-IRAQ, SADDAR, KARACHI-3.
حمید برادرز جیولرز
3 موہن ٹیرس' نزد جلال دین' شاہراہ عراق' صدر کراچی

قادیانی نظام کی ایک جھلک

آنجہانی ظفر اللہ خان (قادیانی) پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر ہوا۔ وہ قادیانی مذہب کا سرگرم مبلغ بھی رہا۔ اس مذہب سے تعلق رکھنے والوں کو کفریہ عقائد کی بنا پر بھٹو دور حکومت میں ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے ایک آئینی ترمیم کے ذریعے متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ ظفر اللہ خان قادیانی نے بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کا جنازہ بھی پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ صحافیوں کی طرف سے وجہ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ:

''آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلم حکومت کا کافر وزیر۔''

ظفر اللہ خان قادیانی نے ایک عرب لڑکی سے کس طرح شادی رچائی؟ یہ واقعہ دلچسپی سے خالی نہیں۔ اس عرب لڑکی بشریٰ ربانی کے سابق شوہر محمود قزق نے عربی اخبار ''الیوم'' کے نامہ نگار کو تفصیل سے بتایا کہ:'' ظفر اللہ خان قادیانی نے میری منکوحہ بشریٰ ربانی کو کس طرح خریدا؟ اور جبراً طلاق دلوائی؟ (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) پہلی ملاقات میں ظفر اللہ خان نے لڑکی سے پوچھا:

''تیرا کیا نام ہے؟'' لڑکی نے عقیدت وادب سے اس کا ہاتھ چوم کر جواب دیا: ''آپ کی کنیز کو بشریٰ ربانی کہتے ہیں۔''

دمشق میں احمدی مشن نے قادیانی خلیفہ کے اعزاز میں جلسہ کیا، جو علاج کے لئے ظفر اللہ خان کے ساتھ یورپ جا رہے تھے۔ میری بیوی بھی اپنی ماں کے ساتھ جلسے میں حاضر تھی تاکہ دوسرے احمدیوں (قادیانیوں) کی طرح ظفر اللہ خان کا استقبال کرے، اور

خالد چوہدری

''امیر المومنین'' (امیر الشیاطین) کے ہاتھ کو بوسہ دے۔ ظفر اللہ خان نے خلیفہ سے کچھ سرگوشی کی تو حاضرین نے ''امیر المومنین'' کو بلند آواز سے فرماتے سنا: ''یہ تو اس خاندان کے لئے سب سے بڑی عزت ہے'' اور سننے والے سمجھ گئے کہ کسی شادی کا ذکر ہو رہا ہے۔

پھر ظفر اللہ خان نے دمشق کے بڑے قادیانی سردار کے کان میں کچھ کہا تو سردار نے اونچی آواز میں جواب دیا: ''اس کا صرف ایک ہی بھائی ہے۔'' اب ظفر اللہ خان نے بھی اونچی آواز میں گفتگو شروع کر دی، کہنے لگے: ''کیا اس کا بھائی یہاں دمشق کے پاکستانی سفارت خانے میں ملازمت پسند کرے گا؟'' اور دوسرے ہی دن میری بیوی کے بھائی محمود ربانی کو پاکستانی سفارت خانے میں عہدہ مل گیا۔

پھر ظفر اللہ خان قادیانی نے اپنی خاص مجلس میں دمشق کے معزز احمدیوں (قادیانیوں) سے کہا:

''میں اس لڑکی کو خوش نصیب اور اس کے خاندان کو خوشحال بنا دوں گا۔''

عرض کیا گیا:

''لڑکی اپنے خالہ زاد بھائی سے منسوب ہو چکی ہے، جو خلیج فارس کے ایک ملک میں دولت کمانے گیا ہوا ہے۔''

ظفر اللہ خان قادیانی نے برہم ہو کر کہا:

''یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ اس نازک پھول کو اس خوفناک کانٹے کی گود میں ڈال دیا جائے؟''

عرض کیا گیا:

''ممکن ہے خود لڑکی آپ کی عمر کے آدمی سے رشتہ جوڑنا پسند نہ کرے اور کہے کہ

آپ کی بیوی بھی موجود ہے اور اولاد بھی؟"

ظفر اللہ خان نے جواب دیا: "میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا۔" اور انہوں نے کیا بھی یہی تاکہ بشریٰ ربانی کو حاصل کر سکیں۔

دوسرے دن "حضرت" لڑکی کے گھر پہنچے اور جب وہ چائے لے کر آئی تو اس پر نگاہیں گاڑے ہوئے کہنے لگے:

"بشریٰ تو کیا کہتی ہے؟ دیکھ ظاہری شکل پر نہ جانا' میں آج بھی......"

بشریٰ کی نظریں شرم سے جھک گئیں اور چہرہ گلابی ہوگیا۔ پھر وہ آہستہ سے کہنے لگی:

"مالک میں تو حضور کی کنیز ہوں۔"

یہ سنتے ہی ظفر اللہ خان نے جیب سے ایک ڈبیہ نکالی' کھولی اور ہیرے کا کنٹھا نکال کر خود اپنے ہاتھ سے لڑکی کے گلے میں ڈال دیا' پھر اس کی انگلیوں پر ٹکٹکی باندھ دی' وہ سمجھ گئی' اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور انگلی سے میرے نکاح کی انگوٹھی اتار دی۔

تین دن بعد ظفر اللہ خان لاہائی (ہالینڈ) جانے کے لئے تیار ہوگئے' جہاں وہ بین الاقوامی عدالت کے جج تھے۔ جاتے وقت بشریٰ کی ماں اور بھائی کے ہاتھ میں ایک بڑی رقم دیتے ہوئے وہ حاکمانہ انداز سے کہنے لگا:

دیکھو! بشریٰ کی طلاق کا معاملہ جلد سے جلد انجام پا جانا چاہئے:" خرچ کی پرواہ نہ کرنا۔"

میری عقل کچھ کام نہیں دیتی۔ اب تک سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ آخر یہ کیا ہوا؟ اور سمجھ میں آئے بھی کیسے؟ میں نے اپنے وجود سے محبت کی تھی اور حق الیقین تھا کہ بشریٰ بھی مجھے سچے دل سے چاہتی ہے۔ ہم دونوں انتظار کی گھڑیاں گن رہے تھے کہ رخصتی کا دن آئے اور ہم دونوں ایک جان ہو جائیں۔ میں خلیج فارس کے ایک علاقے میں بہت دور تھا مگر بشریٰ کے محبت بھرے خطوط سے ڈھارس بندھی رہتی تھی۔ بشریٰ ہر ہفتے کئی کئی خط لکھتی' تصویروں کے تراشے بھیجتی۔ یہ دیکھئے! تراشے میں ایک جوڑے کی تصویر ہے جو عروسی لباس پہنے ہوئے ہے اور یہ عبارت تراشے پر خود بشریٰ کے قلم سے لکھی ہوئی ہے: "اللہ! ہم دونوں کب ایسا ہی جوڑا پہنیں گے"۔ یہ دوسرا تراشہ ہے' دو بچے کھڑے ہیں اور بشریٰ نے اس پر لکھا ہے:

"خدا ہمیں بھی ایسے ہی بچے دے گا۔"

بہت سے خط سنا کر بدنصیب شوہر چپ ہوگیا اور کسی گہرے خیال میں ڈوب گیا' اچانک اس کے منہ سے ایک قہقہہ پھوٹ پڑا اور اس نے کہنا شروع کیا: "کوئی سوچ بھی سکتا تھا کہ بشریٰ کے یہ سب جذبات سراسر فریب تھے؟ اور وہ میرے دل سے صرف کھیل رہی تھی۔ کیا دولت کی طمع اس پر غالب آگئی؟ میں کیونکر مان لوں؟ اس نے تو مجھے اس وقت قبول کیا تھا جب میں بالکل فقیر تھا۔ میں قادیانی نہیں تھا' محض بشریٰ کو حاصل کرنے کے لئے میں نے قادیانیت قبول کی۔ بشریٰ اور اس کا خاندان قادیانی بن چکا تھا۔ ظفر اللہ خان قادیانی مذہب کے ایک بڑے رکن ہیں اور میرے دل میں وہم بھی پیدا نہیں ہو سکتا تھا کہ یہی ظفر اللہ میرے دل کو گھائل کر کے کچل ڈالیں گے اور قادیانیت کے "امام" اور "امیر المومنین" اپنے ایک مرید و معتقد کی زندگی اس بے دردی سے اجاڑ کر رکھ دیں گے۔ بے شک اس قسم کی کوئی بات بھی خیال میں نہیں آ سکتی تھی۔"

محمود قزق نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا:

"۱۹۵۳ء میں' میں نے کتنی کوشش کی کہ لبنان میں کوئی روزگار مل جائے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ پھر میں شام چلا آیا اور مجھے ایک اسکول میں مدرسی مل گئی۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں اپنی خالہ سے ملنے دمشق آیا اور خالہ کی لڑکی بشریٰ کو دیکھتے ہی دل دے بیٹھا۔ دوسرے دن بشریٰ کے ساتھ سینما گیا۔ فلم میں ہیرو اور ہیروئن کی شادی دکھائی جا رہی تھی۔ بشریٰ میرے کان میں کہنے لگی: "یہ خوشی ہمیں کب نصیب ہوگی؟"

۱۹۵۴ء میں ہمارا نکاح ہو گیا۔ میں پھر خلیج فارس کی ایک ریاست میں چلا گیا تاکہ جلد سے جلد بہت سا روپیہ جمع کر کے لوٹوں اور اپنی دلہن کو رخصت کرا لاؤں۔

بشریٰ کے خط دسمبر کے مہینے سے آنا بند ہوگئے۔ آخر ایک خط بہت دنوں کے بعد ملا۔ اس کی عبارت یہ تھی:

''حضرت امیرالمومنین'' دمشق آئے' ظفراللہ خان بھی ہمراہ تھے۔ میں کس قدر چاہتی تھی کہ تم بھی یہاں موجود ہوتے اور ''حضرت امیرالمومنین'' کی زیارت کرتے۔''

بشریٰ کے خط نے میرا دماغ اور بھی خراب کردیا اور میں طرح طرح کے مطلب نکالنے لگا۔ دمشق پہنچتے ہی میں سیدھا خالہ کے گھر گیا مگر بشریٰ کی انگلی میرے عقد کی انگوٹھی سے خالی تھی۔

میں نے کہا:

''انگوٹھی اور چوڑیاں غائب ہیں؟''

بشریٰ: ''میں آزاد ہوں' تم میری خالہ کے بیٹے ہو' اس لئے تم سے شادی منظور نہیں کرسکتی۔''

اس کے بھائی محمود نے مجھ سے کہا:

''بشریٰ تمہیں پسند نہیں کرتی' تم طلاق کیوں نہیں دے دیتے؟''

میں بے اختیار چلا اٹھا:

''ابھی قاضی کے پاس چلو' میں طلاق نامہ لکھے دیتا ہوں۔''

قاضی نے جب معاملہ سنا تو خفا ہوئے۔ میں تو غصہ سے بے قابو ہو رہا تھا' میں نے کہا:

''قاضی صاحب! نکاح فرضی تھا اور میں بشریٰ کو طلاق دے چکا ہوں۔''

بعد میں معلوم ہوا کہ ظفراللہ خان نے ۴۵ ہزار پونڈ میں بشریٰ کو خرید لیا ہے اور تین ہزار پونڈ میں بشریٰ کے خاندان کے لئے ایک مکان دمشق کے محلّہ ''بستان الجبریٰ'' میں خریدا ہے۔ بعدازاں معلوم ہوا کہ ظفراللہ چند روز میں دمشق آرہا ہے تاکہ بشریٰ سے شادی رچائے۔ میں نے طے کرلیا کہ اس شخص کو قتل کرڈالوں گا۔ میں نے پستول خرید لیا مگر بشریٰ کے خاندان نے ظفراللہ کو اس کی خبر کردی۔ اس پر جلسے کا پروگرام روک دیا گیا اور آدھے گھنٹے کے اندر ہی ظفراللہ نکاح کرکے ہوائی جہاز سے واپس بھاگ گیا۔ (روزنامہ ''نوائے پاکستان'' لاہور بحوالہ ماہنامہ ''صوت الاسلام'' فیصل آباد جلد ۱ شمارہ ۴'۵ ستمبر/اکتوبر ۱۹۸۵ء)

یہ ہے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے' قائد اعظم کا اپنے نام نہاد عقائد و نظریات کی خاطر جنازہ نہ پڑھنے والے اور اپنے آپ کو ایک کافر حکومت کا مسلمان وزیر یا ایک مسلمان حکومت کا کافر وزیر قرار دینے والے کا اصل کردار' اور یہ صرف ظفراللہ خان ہی کے لئے مخصوص نہیں' ہر بڑا قادیانی دہرے کردار کا مالک ہوتا ہے۔ (بشکریہ ''سیاست دانوں کے معاشقے'')

☆☆......☆☆

درود و سلام

حافظ ظہور الحق ظہور

جب تک جہاں میں شمس و قمر کا نظام ہو
محبوب کبریا پہ درود و سلام ہو

جس دل میں بس گئی ہو محبت رسول کی
کیسے نہ اس پہ آتش دوزخ حرام ہو

یارب وہ دن دکھا کہ تری بارگاہ سے
ہو کر در رسول پہ حاضر غلام ہو

کیا پوچھتے ہو اس کے مقام رفیع کا
جو چرخ ہفت سے بھی بالا خرام ہو

یارب ظہور کی یہ دعا ہے کہ وقت نزع
لب پر احد ہو اور محمدؐ کا نام ہو

مرسلہ قاضی محمد اسرائیل گرنگی

راز کی بات

جناب اشتیاق احمد

راز کی بات یہ ہے کہ مرزائی خود بھی مرزا کو نبی نہیں مانتے تھے۔ جس طرح دنیا والوں کو دکھانے بتانے اور ورغلانے کے لئے مرزا نے نبوت کا ڈھونگ رچایا' بالکل اسی طرح اس کے ماننے والوں نے ذہنی طور پر اس کا پیروکار بننا منظور کرلیا۔ اس کا ثبوت' بلکہ تین ثبوت ہم ابھی دیں گے۔

مرزا نے یہ ڈھونگ کیوں رچایا؟ انگریز کے کہنے پر' انگریزوں کے ہمدردوں نے اسے نبی مانا' کیونکہ نبوت کی دکان اسی طرح پروان چڑھ سکتی تھی۔ یہ دکان اونچی ضرور بنائی گئی تھی' مگر اس کا ہر پکوان بالکل پھیکا اور بدمزہ تھا' دنیا کو دکھانے کے لئے مرزا کو ماننے والے ان تمام پھیکے پکوانوں کو چٹخارے لے لے کر کھاتے رہے اور دوسروں کو اس میں شریک ہونے کی دعوت دیتے رہے۔ اب بھی ان کا یہی کام ہے اور یہ کام وہ اسرائیل اور مغربی ممالک کے کہنے پر کر رہے ہیں' ان کے ذریعے یہ ممالک اپنی سازشوں کو پروان چڑھاتے ہیں۔ ان ممالک نے ان لوگوں کو اپنا آلہ کار بنا رکھا ہے۔ اس کے عوض یہ مال حاصل کرتے ہیں' مال جو آپ خود ہی سمجھ لیں گے' اسرائیل سے کیا ہمارے ملک کے سفارتی تعلقات ہیں؟ یا کسی بھی اسلامی ملک سے اس کے دوستانہ تعلقات ہیں؟ وہ تو اسلام کا اول نمبر کا دشمن ہے' عین اسرائیل کے دارالحکومت میں مرزائیوں کا مشن کام کرتا ہے۔

بہرحال بات یہ ہو رہی تھی کہ مرزا کو ماننے والے بھی دراصل اسے نبی نہیں مانتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ یہ سب اس شخص نے ڈھونگ رچایا ہوا ہے' اور اس کی موت کے وقت بھی انہیں یہ یقین تھا' وہ کیسے؟ اس لئے کہ مرزا نے کشتی نوح میں لکھا ہے کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا' اور وہ مسیح موعود میں ہی ہوں۔ اس میں دو رنگی نہیں یعنی کوئی دھوکہ بازی نہیں' اور عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں' ان کی قبر کشمیر کے محلہ خانیار میں ہے۔"

مرزا نے اپنے ماننے والوں کو یہ حکم بھی دیا تھا کہ وہ اس کی تمام کتابوں کو تین تین بار ضرور پڑھیں' جس نے ایسا نہ کیا' وہ گویا مرزا پر ایمان نہیں لایا۔ اب لازمی بات ہے کہ مرزائیوں نے مرزا کی کتابوں کو تین تین بار نہیں تو کم از کم ایک ایک بار تو ضرور پڑھا ہوگا۔ اس کی پیشگوئیوں پر مسلمان لے دے تو کرتے رہتے تھے' تنقید تو ہوتی ہی رہتی تھی' لہٰذا یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مرزائیوں نے ان الفاظ کو نہ پڑھا ہو۔ اگر انہوں نے کشتی نوح کو یا کم از کم اس کتاب کے اس پیراگراف کو نہیں پڑھا' تب بھی وہ مرزائی نہیں رہتے۔ لہٰذا ہم یہی کہیں گے کہ ان سب نے کشتی نوح کے اس پیراگراف کو پڑھا تھا۔ مرزا کے خاص خاص مریدوں کو تو دوسروں کو جواب بھی دینا پڑتے تھے' لہٰذا انہوں نے کئی کئی بار اسے پڑھا تھا۔ لہٰذا مرزائیوں کو یہ پیشگوئی معلوم تھی۔ اب اگر وہ مرزا کو واقعی نبی مانتے تھے تو اس کے مرنے پر وہ اس کا جنازہ مدینہ منورہ کیوں نہ لے گئے؟

یہ سوال پوری مرزائی امت سے ہے' مرزائیوں نے چونکہ یہ کوشش سرے سے نہیں کی' لہٰذا ہماری بات روز روشن کی طرح ثابت ہوتی ہے کہ مرزا کی امت بھی مرزا کو حقیقت میں نبی نہیں مانتی تھی' بلکہ اسے ایک جھوٹا آدمی خیال کرتی تھی' لیکن وہ مرزائی اس کے جھوٹ کے کاروبار کے ساتھی تھے۔ اگر وہ حقیقی معنوں میں مرزا کو نبی مانتے تو جونہی مرزا مرتا' وہ اس کا جنازہ مدینہ منورہ لے کر جاتے' کیونکہ اس نے صاف طور پر لکھا تھا کہ میں ہی وہ مسیح موعود ہوں' جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن ہوگا' لیکن وہ اسے لے کر نہیں گئے' ثابت ہوا کہ مرزائی بھی اسے نبی نہیں مانتے تھے' وہ صرف اس کے کاروباری ساتھی تھے اور یہ کاروبار اب تک جاری ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت کے حلف نامہ کی بحالی اور قادیانیوں کی بوکھلاہٹ

ووٹر لسٹ فارم میں عقیدۂ ختم نبوت کا حلف نامہ بحال ہونے کے بعد قادیانی بری طرح بوکھلا گئے اور اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے۔ ان کی سرگرمیوں کے حوالہ سے ایک چشم کشا رپورٹ ملاحظہ فرمائیے:

مولانا محمد علی صدیقی

۱۹۷۳ء کے آئین کی تشکیل کے بعد ووٹر لسٹ فارم میں عقیدۂ ختم نبوت کا حلف نامہ درج کیا گیا، جس کا اقرار کرکے اس پر دستخط کرنے والا مسلمان اور جسے نہ مان کر اس پر دستخط نہ کرنے والا غیر مسلم تصور ہوتا تھا۔ موجودہ حکومت نے کچھ عرصہ قبل ووٹر لسٹ فارم سے یہ حلف نامہ ختم کر دیا تھا۔ اس کا ختم ہونا تھا کہ قادیانی بہت خوش ہوئے، ان کو خوشی اس لئے بھی تھی کہ اب وہ اپنے ووٹ درج کرائیں گے تو ان کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکے گی۔ ۱۹۷۴ء کے بعد قادیانیوں کی کوشش رہی کہ ان کے بارے میں جو قانون بنے ہیں اس کو کسی نہ کسی طریقہ سے ختم کرا دیا جائے اور ووٹر لسٹ فارم میں حلف نامہ ہونے کی بنا پر وہ ووٹ درج نہیں کراتے تھے، اس لئے کہ وہ اپنی تعداد کروڑوں میں بیان کرتے تھے اور حلف نامہ کے ہوتے ہوئے اگر ووٹ درج کراتے تو دو کام ہوتے، حلف نامہ پر دستخط کرتے تو ان کو مرزا قادیانی سے برأت کا اعلان بھی کرنا پڑتا اور اگر نہیں کرتے تو ان کی اصل تعداد معلوم ہو جاتی، اس مرتبہ چند ناعاقبت اندیش حضرات کی وجہ سے جب ووٹر لسٹ فارم سے حلف نامہ ختم نبوت ختم کیا گیا تو اس حلف نامہ کے ختم ہوتے ہی قادیانیوں نے بھرپور انداز میں اپنے ووٹ درج کرانے شروع کئے، اس لئے کہ ان کا خیال تھا کہ مخلوط انتخابات کا اعلان ہے اور اس میں ہماری اصل تعداد کا علم نہیں ہوگا، کیونکہ مخلوط طرز انتخاب میں مسلم و غیر مسلم ووٹ اکٹھے درج ہوتے ہیں، قادیانیوں کا خیال تھا کہ پھر وہ اعلان کریں گے کہ ہمارے ووٹ لاکھوں کی تعداد میں ہیں اور الیکشن لڑنے والے کسی بھی عیسائی یا اسلام دشمن ممبر کو استعمال کریں گے اور اس کو کہیں گے کہ ہمارے ووٹ اور اس کے ساتھ ہم اپنے یاریوں کے ووٹ بھی دلائیں گے جو غیر مسلم ہیں اور آپ منتخب ہو کر جب اسمبلی میں جائیں تو ہمارے خلاف جو قانون بنے ہیں ان کو ختم کرائیں۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی ۳۰/ اپریل کا ریفرنڈم تھا، قادیانیوں نے اس میں بھرپور انداز میں حصہ لیا اور ووٹ والے دن صرف ایک ہی ووٹ نہیں بلکہ بعض اطلاعات کے مطابق ایک ایک قادیانی نے دس سے زائد ووٹ ڈالے۔ وہ اس لئے کہ قادیانیوں کا خیال تھا کہ ان کی خوش بختی کے دن شروع ہو گئے، انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ ان کی بدبختی کے دن ہیں۔ قادیانیوں کی خوشی ہمیشہ اس طرح ختم ہو جاتی ہے کہ جس حکمران کو ووٹ دیتے ہیں یا اپنا خیر خواہ جانتے ہیں اللہ تعالیٰ اسی حکمران کے ہاتھوں ان قادیانیوں کو ذلیل کرواتا ہے۔

ووٹر لسٹ فارم سے حلف نامہ ختم ہونے کی صورت حال دیکھ کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین اور کارکنان، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، فاتح ربوہ مولانا خدا بخش، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، خصوصاً صاحبزادہ خلیل احمد خلف الرشید حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میدان میں اترے اور صرف خود ہی نہیں بلکہ مسلمانان پاکستان کو بھی متحرک کیا اور تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا، مجلس تحفظ ختم نبوت کی اس بے چینی کی کیفیت کو دیکھ کر دینی جماعتیں اور تمام علماء کرام سر جوڑ کر بیٹھے اور حکومت کو مجبور کیا، حتیٰ کہ حکومت ووٹر لسٹ فارم میں عقیدۂ ختم نبوت کا حلف نامہ بحال کرنے پر مجبور ہوگئی، اور پھر اس کا نوٹیفیکیشن جاری ہوا اور اس کے ساتھ ہی اعلان ہوا کہ ۱۷/ جون سے ۲۷/ جون تک جس علاقہ میں قادیانی ہیں ان کے ووٹوں پر اعتراض جمع کرائیں، مقامی عدالت ان کو طلب کرے گی اور ان قادیانیوں کے سامنے ختم نبوت کا حلف نامہ فارم نمبر ۳ رکھے گی، اگر وہ عقیدۂ ختم نبوت کا اقرار کرکے مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیج دیں گے تو ان کے ووٹ مسلم فہرست میں برقرار رہیں گے اگر نہ

اس فارم کے مندرجات کے انکار اور اس پر دستخط نہ کرنے کی صورت میں ان کے ووٹ قادیانی فہرست میں درج کئے جائیں گے۔

اس اعلان کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین پورے ملک میں متحرک ہوئے خصوصاً چناب نگر میرپور خاص' بدین اور اس کے علاوہ پورے ملک میں جہاں تک ہوسکے اعتراضات داخل کرانے کے لئے سرگرم عمل ہوئے' ایک تو وقت کم تھا' پھر ۲۰/ جون کے بعد ووٹر لسٹ میں ووٹ تلاش کرنے میں دشواری درپیش تھی' اس کے باوجود پورے ملک میں قادیانیوں کے خلاف اعتراضات داخل ہوئے' عدالت نے ان قادیانیوں کو نوٹس بھیجا' قادیانیوں نے اس سلسلہ میں بھی عدالت کو اکثر جھانسا دیا کہ چند ایک مقامات پر تو نوٹس کی تعمیل کی ورنہ عدالت میں حاضر نہ ہونے کی روش اپنائی بلکہ کنری اور گولارچی میں نوٹس لے جانے والے عدالتی بیلف کو پریشان کیا اور دھمکیاں بھی دیں۔ اسی طرح عدالت نے ان کو دومرتبہ نوٹس بھی دیا' بہرحال عدالتی کارروائی عمل میں آئی اور قادیانیوں کے ووٹ ان کے نہ آنے کی صورت میں الگ درج کرنے کا حکم عدالتی طور پر جاری ہوا اور اس فیصلہ کی کاپیاں مقامی الیکشن آفس اور چیف الیکشن کمیشن کو روانہ کردی گئیں' ان واقعات کے بعد اندرون سندھ قادیانی اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے' اور سندھ کے علاوہ جیکب آباد' نواب شاہ' ہالا جی اور سانگھڑ میں اپنی تبلیغی سرگرمیاں تیز کردیں جس کی وجہ سے اس علاقہ کے مسلمانوں میں بے چینی کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے اور کسی وقت بھی صورت حال خراب ہوسکتی ہے۔ اسی طرح ضلع میرپور خاص کے شہر نوکوٹ کے ایک محلہ میں چند قادیانی گھرانے ہیں' انہوں نے گزشتہ دنوں لندن سے سیٹلائٹ پر ایک پروگرام سادہ لوح عوام کو دکھانے کی دعوت دی' جس میں ان کے پوپ مرزا طاہر نے خطاب کرنا تھا۔ الحمدللہ! مسلمانوں نے اس پروگرام میں شرکت کو سختی سے مسترد کردیا لیکن قادیانی پھر بھی اس علاقہ میں اپنی مجرمانہ سرگرمیوں میں معروف ہیں' حالانکہ علاقہ انتہائی حساس ہے اور یہاں قادیانیوں نے ۱۹۹۸ء میں مسلمانوں کی ایک مسجد بھی شہید کردی تھی' جس کی وجہ سے یہاں تصادم بھی ہوا تھا۔ اس وجہ سے اس علاقہ میں صورتحال کشیدہ ہے اور یہاں قادیانیوں کی دو اسٹیٹس ہیں' ایک نصرت آباد کے نام سے اور ایک نفیس نگر کے نام سے' جو تقریباً ۱۹۰۲ء میں آباد ہوئی ہیں اور یہاں پر دو قادیانی افراد یعنی چوہدری محمود قادیانی اور نصرت آباد اسٹیٹ کے مالک نواب مصطفیٰ قادیانی' جو کسٹمز کے محکمہ کا ایک اہم افسر ہے اور قادیانیوں کو اس کی سرپرستی حاصل ہے' ان دونوں کی شہہ پر منشی تنویر احمد قادیانی بدمعاشی کرتا ہے' یہ منشی رسہ گیر چور اور بلکہ چوروں کا سربراہ ہے' کئی ایک موٹر سائیکل چوری کے کیسوں میں اور اس کے علاوہ ٹرک چوری میں بھی ملوث ہے اور اس کے ثبوت علاقہ نوکوٹ چوکی اور تھانہ جھڈو میں موجود ہیں لیکن سفارش اور رقم کے بل بوتے پر وہ قانون کی گرفت میں نہیں آرہا اور اس وجہ سے اس علاقہ میں اپنی بدمعاشی جاری رکھے ہوئے ہے اور مذہبی حضرات کو بھی تنگ کرتا ہے۔ لہٰذا حکومت کو چاہئے کہ قادیانیوں کی اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لے' ان کی تبلیغی سرگرمیوں اور غنڈہ گردی کا سدباب کرے اور ضلع میرپور خاص' سانگھڑ اور ضلع نواب شاہ کے قادیانیوں کو آئین و قانون کا پابند بنائے۔

☆☆..........☆☆

قادیانی جوڑے کا قبول اسلام

ننکانہ صاحب (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کے امیر حاجی عبدالحمید رحمانی' محمد اسلم ویر اور حکیم محمد امین کی کوششوں سے محمد خاں ولد ماہنا ساکن پڈی پور اور اس کی اہلیہ شریفاں بی بی نے مولانا سید محمد جلیل الحسن شاہ خطیب جامع مسجد خضراء کے ہاتھ پر قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ اس موقع پر محمد خاں اور شریفاں بی بی نے بہ حلفیہ اقرار کیا کہ وہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر اعتبار سے آخری نبی مانتے ہیں اور یہ کہ آپ کے بعد کسی تشریعی' غیر تشریعی' ظلی یا بروزی کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے' سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر موجود ہیں اور وہی قیامت کے قریب دوبارہ اس دنیا میں آسمانوں سے نازل ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ اب ان کا عقیدہ یہ ہے کہ امام مہدی اس امت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں پیدا ہوں گے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جب آسمانوں سے زمین پر نازل ہوں گے تو امام مہدی اس وقت زمین پر موجود ہوں گے۔ اس موقع پر انہوں نے یہ بھی اقرار کیا کہ وہ فتنہ قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کے تمام دعاوی میں جھوٹا یقین کرتے ہیں اور علماء اسلام کے فتاویٰ کے مطابق اسے کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کو ظلی' بروزی نبی' مسیح موعود' مہدی' مجدد یا مصلح ماننے والے اس کے پیروکار' قادیانی اور لاہوری جماعت وغیرہ کافر ہیں' اور جو ان کے کفر میں شک کرے اسے بھی کافر سمجھتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کے امیر حاجی عبدالحمید نے اس موقع پر محمد اسلم ویر اور حکیم محمد امین کی تبلیغی کوششوں کو سراہا۔ اس موقع پر شوکت علی شاہد اور محمد اکرم ناز بھی موجود تھے۔

اخبارِ ختمِ نبوت

قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے خلاف جیکب آباد میں زبردست مظاہرہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علمأ اسلام کے رہنماؤں کی قیادت میں سینکڑوں مظاہرین کا انڈس ہائی وے پر دھرنا

پریس کلب کے سامنے رہنماؤں کا خطاب

جیکب آباد (نامہ نگار) ملک کے آئین اور قانون کے خلاف قادیانیوں کی سرگرمیوں کے خلاف جیکب آباد میں زبردست مظاہرہ' دھرنا اور مارچ ہوا۔ تفصیلات کے مطابق جمعیت علمائے اسلام' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت طلبأ اسلام کی طرف سے جمعیت علمأ اسلام کے صوبائی رہنما ڈاکٹر عبدالغنی انصاری' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا بشیر احمد' مولانا محمد حسین' جمعیت طلبأ اسلام کے صوبائی رہنما زاہد حسین رند کی قیادت میں مظاہرین نے ایک بہت بڑا مظاہرہ کیا گیا' مظاہرین نے سندھ بلوچستان اور پنجاب کے سنگم پر انڈس ہائی وے پر دھرنا دیا اور شہر کی اہم شاہراہوں کوئٹہ روڈ' میونسپلٹی روڈ' مولانا عبیداللہ سندھی چوک' سول ہسپتال روڈ' قائد اعظم روڈ اور ڈی سی چوک سے مارچ کرتے ہوئے قادیانیوں کی سرگرمیوں کے خلاف نعرے لگائے۔ بعد میں پریس کلب جیکب آباد کے سامنے جمعیت علمأ اسلام کے صوبائی رہنما ڈاکٹر عبدالغنی انصاری' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد حسین' حافظ مہر محمد' مولانا غلام نبی' زاہد حسین رند' مولانا محمد امین جکھرانی' محمد قاسم' عبدالصمد سومرو اور دیگر نے اپنی تقاریر میں کہا کہ قادیانی ختم نبوت کے منکر ہیں اور اپنا جھوٹا نبی بنا کر اسلام کے خلاف شرارتیں کر رہے ہیں۔ ان کی شرارتوں سے کشمیر دو ٹکڑے ہوا اور سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے پاکستان سے غداری کر کے پاکستان کے ایٹمی راز فروخت کئے' اس وقت قادیانیوں کی سرگرمیاں پھر تیز ہوگئی ہیں اور آج بھی مرزا طاہر قادیانی برطانیہ میں بیٹھ کر مسلمانوں کے دشمن اسرائیل کی سلامتی کے لئے کوششیں کر رہا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ جیکب آباد سمیت پورے ملک میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کو لگام دی جائے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلانے کے لئے مسلمانوں نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ قادیانیوں کے خلاف ۵۳ء کی تحریک میں ۱۰ ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ پاکستان کی سیشن کورٹ سے لے کر سپریم کورٹ تک تمام عدالتوں نے اور جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ نے بھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ جمعیت علمأ اسلام کے رہنما عبدالحفیظ کو ڈاکوؤں کے قبضے سے آزاد کرایا جائے ورنہ شدید احتجاج کیا جائے گا۔

قادیانیوں کے ایک سو ووٹوں کا اخراج

گمبٹ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ نے مرکز کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے مسلم ووٹر لسٹوں میں درج قادیانیوں کے ناموں کے خلاف اعتراضات ریوائزنگ اتھارٹی کے پاس داخل کرائے تھے۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا بشیر احمد' مولانا مفتی حفیظ الرحمن اور مولانا محمد حسین ناصر نے خیرپور میرس اور نوشہرو فیروز کا جبکہ جناب عبدالسمیع شیخ نے تحصیل گمبٹ' تحصیل صوبو دیرو اور تحصیل خیرپور میرس کا دورہ کیا تھا۔ علمأ کرام اور جماعتی کارکنان کی ان کوششوں کی بدولت ان علاقوں میں تقریباً ایک سو قادیانیوں کے نام مسلم ووٹر لسٹوں سے خارج کر دیئے گئے۔ یہ تمام نام قادیانیوں نے حال ہی میں مسلم ووٹر لسٹوں میں درج کرائے تھے۔ جماعت کی جانب سے اعتراضات کنندگان میں مقامی امیر عبدالواحد بروہی' ناظم اعلیٰ خیرپور میرس مولانا اسداللہ شیخ اور جناب عبدالسمیع شیخ شامل تھے جبکہ اس سلسلہ میں انجینئر جاوید احمد شیخ اور عبدالسمیع (ثانی) نے بھی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ الیکشن کمیشن آفیسر خیرپور نے بھی اس سلسلے میں مسلمانوں کے ساتھ بڑا تعاون کیا۔

●●

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دارالمبلغین زیر اہتمام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

فرمانِ نبی ﷺ: لا نبی بعدی

خان محمد

شاہ نفیس الحسینی

سالانہ ردِّ قادیانیت و عیسائیت کورس

نامور علماء و مناظرین ماہرین فن لیکچر دیں گے

یکم شعبان سے شروع ہو رہا ہے

کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کے لیے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے ○ شرکاء کو کاغذ قلم رہائش خوراک نقد وظیفہ منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا ○ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب و نقد انعام دیا جائے گا ○ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

منجانب: مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ، دفتر مرکزیہ حضوری باغ روڈ ملتان

061 514122 ... 04524 212611

بمقام
مسلم کالونی چناب نگر

فرما گئے یہ ہادی
لانبی بعدی

تاریخ کا اعلان جلد
کردیا جائے گا

سالانہ
دو روزہ
عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

زیر صدارت
مخدوم المشائخ
حضرت مولانا
خواجہ
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عنوانات

توحید باری تعالیٰ
سیرت خاتم الانبیاء
مسئلہ ختم نبوۃ
حیات عیسیٰ علیہ السلام
عظمت صحابہ و اہل بیت
اتحاد امت

ردِ قادیانیت اور جہاد جیسے اہم موضوعات پر
علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب
فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

نوٹ
سالانہ ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس مدرسہ ختم نبوت
مسلم کالونی چناب نگر میں ۵ شعبان تا ۲۸ شعبان منعقد ہوگا۔
انشاء اللہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان
فون نمبرز
ملتان ـــ 061/514122
چناب نگر ـــ 04524/212611